بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلزار دبستاں

مترجم و شرح اردو

ملنے کا پتہ

یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند

تفصیلات

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گلزار دبستاں (مترجم وشرح اردو)

تالیف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی

تعداد صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۰

سن اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۹۹ء

کمپیوٹر کتابت:۔۔۔۔۔۔۔۔ یاسر ندیم کمپیوٹرس دیوبند

باہتمام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واصف حسین مالک دار الکتاب

شائع کردہ:۔

دار الکتاب دیوبند

محمد زاہد حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) اِن فقروں میں اِضافت کی ترکیبوں کو دیکھو اور خیال کرو۔

آبِ زر۔ کفِ دس۔ دلِ من۔ سَرِ دے، رگِ پا۔ سُمِ خر۔ دَمِ آب۔

سونے کا پانی۔ ہاتھ کی ہتھیلی۔ میرا دل۔ اسکا سر۔ پاؤں کی رگ۔ گدھے کا سُم۔ پانی کا بلبلہ یا گھونٹ۔

(۲) صفت موصوف کی ترکیبوں کو دیکھو اور خیال کرو۔

شیرِ نر۔ اسپِ چابک۔ خطِ خوب۔ نانِ گرم۔ آبِ خُنک۔ رنگِ شوخ۔

نر شیر۔ تیز و چالاک گھوڑا۔ اچھا خط۔ گرم روٹی۔ ٹھنڈا پانی۔ شوخ رنگ۔

رَختِ کہنہ۔ کُلاہِ نو۔

پرانا سامان۔ نئی ٹوپی۔

(۳) دیکھو ان جملوں میں موصوف، مفرد اور صفتیں مرکب ہیں۔

گلِ خوش رنگ۔ آوازِ دلکش۔ کتابِ خوشخط۔ پیرِ خم کمر۔ زنِ خوب رُو۔ طفلِ نوخیز

اچھے رنگ کا پھول۔ دلکش آواز۔ اچھے خط والی کتاب۔ جھکی ہوئی کمر والا بوڑھا۔ اچھے چہرہ والی عورت۔ کم عمر بچہ

(۴) دیکھو یہ خبری جملے ہیں، ان کے واحد اور جمع پر خیال کرو۔

احمد ذہین است۔ ہمہ خوب اند۔ محمود غبی ست۔ کارد کُند ست۔ دِلہا خوش اند۔ چاقو تیز ست۔

احمد ذہین ہے۔ سب اچھے ہیں۔ محمود کند ذہن ہے۔ چھری کھنڈی ہے۔ دل خوش ہیں۔ چاقو تیز ہے۔

(۵) ضمیروں کی ترکیب کی خبری حالت پر اور ان کے واحد اور جمع پر خیال کرو۔

اُو ہست۔ آنہا ہستند۔ تو ہستی۔ شما ہستید۔ من ہستم۔ ما ہستیم

وہ ہے۔ وہ ہیں۔ تو ہے۔ تم ہو۔ میں ہوں۔ ہم ہیں۔

(۱) ضمیروں کی اضافت کی حالت دیکھو

خرِ اُو بود۔ خرِ آنہا بود۔ کتابِ تو کجاست؟ خط شما خوب ست۔ خطِ من بد نیست۔

اس کا گدھا تھا۔ انکے گدھے تھے۔ تیری کتاب کہاں ہے؟ تمہارا خط اچھا ہے۔ میرا خط برا نہیں ہے

سگِ ماست۔ (ہمارا کتا ہے)

(۲) ان کی فاعلی حالت پر غور کرو۔

او می گوید۔ آنہا می روند۔ تو چرا رفتی؟ شما دیدید؟ من دادم۔ ما گرفتیم۔

وہ کہتا ہے۔ وہ جاتے ہیں۔ تو کیوں جاتا ہے؟ تم دیکھتے ہو؟ میں دیتا ہوں۔ ہم پکڑتے ہیں۔

(۳) مفعول کی حالت دیکھو

اورا۔ آنہارا۔ ترا۔ شمارا۔ مرا۔ مارا

اس کو۔ ان کو۔ تجھ کو۔ تم کو۔ مجھکو۔ ہم کو

(۴) یہ فعل لازم ہیں فاعل اور فعلوں کے واحد اور جمع پر خیال کرو۔

(۵) احمد آمد۔ ہمہ بودند۔ احمد تو میروی؟ شما کے میروید؟ من می آیم۔ ما نمی آئیم

احمد آیا۔ سب تھے۔ احمد تو جاتا ہے؟ تم کب جاتے ہو؟ میں آتا ہوں۔ ہم نہیں آتے ہیں

(۵) یہ فعل متعدی ہیں فاعل کے ساتھ ان کے مفعول پر بھی خیال کرو۔

احمد خط نوشت۔ ہمہ سلامش کردند۔ تو درس گرفتی؟ شما کتابم دیدید؟

احمد نے خط لکھا۔ سب نے اسے سلام کیا۔ تو نے سبق لیا؟ تم نے میری کتاب دیکھی؟

سگے دیدم۔ بطے دیدیم۔

میں نے ایک کتا دیکھا۔ ہم نے ایک بطخ دیکھی۔

(۶) مختلف فعلوں کی گردانیں مشق کیلئے، ان کے زمانوں پر خیال کرو۔

(۱) او مشق می کند۔ آنہاں زور می کنند۔ تو چہ می کنی؟

وہ مشق کرتا ہے۔ وہ پہلوانی کرتے ہیں۔ تو کیا کرتا ہے؟

(۲) او بخانہ نمی رود۔ آنہا می روند۔ آنہا شیر می خورند۔ تو بمدرسہ میروی؟ شما کار می کنید؟

وہ گھر نہیں جاتا ہے۔ وہ جاتے ہیں۔ وہ دودھ پیتے ہیں۔ تو مدرسہ جاتا ہے؟ تم کام کرتے ہو؟

من کار می کنم۔ ما مشق نمی کنیم۔
میں کام کرتا ہوں۔ ہم مشق نہیں کرتے ہیں۔

(۳) او نان نمی خورد۔ ما نشستہ بودیم۔ تو خط نمی نویسی؟ شما آب نمی خورید؟ من درس
وہ روٹی نہیں کھاتا ہے۔ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ تو خط نہیں لکھتا ہے؟ تم پانی نہیں پیتے ہو؟ میں سبق
میگیرم۔ ما قلم نمی دہیم۔ شما بازار نمی رَوید؟ من بالا می روم۔ ما پائیں نمی رویم۔
لیتا ہوں۔ ہم قلم نہیں دیتے ہیں۔ تم بازار نہیں جاتے ہو؟ میں اوپر جاتا ہوں۔ ہم نیچے نہیں جاتے ہیں۔

(۴) او گفتہ بود۔ آنہاں گفتہ بودند۔ تو دیدہ بودی؟ شما خواندہ بودید؟ من نہ گرفتہ بودم۔ ما نشستہ بودیم۔
اس نے کہا تھا۔ انہوں نے کہا تھا۔ تو نے دیکھا تھا؟ تم پڑھتے تھے؟ میں نے نہیں پکڑا تھا۔ ہم بیٹھے تھے۔

(۵) اُو طلبیدہ است۔ آنہا شنیدہ اند؟ تو چیزے شنیدی؟ شما چہ می شنیدید؟ من طلبیدم۔ ما نہ طلبیدیم
اس نے بلایا ہے۔ انہوں نے سنا ہے؟ تو نے کوئی بات سنی ہے؟ تم کیا سنتے ہو؟ میں بلاتا ہوں۔ ہم نہیں بلاتے ہیں۔

(۶) اُو راہ رفتن نمی تواند۔ آنہا کے رَفتن می توانند۔؟ تو حالا نوشتن می توانی؟
وہ راستہ طے نہیں کر سکتا۔ وہ کب جا سکتے ہیں؟ تو اب لکھ سکتا ہے؟
شما خواندن می توانید؟ من ہنوز گفتن نمی توانم۔ ما نشستن نمی توانیم۔ آں شکستہ بود۔
تم پڑھ سکتے ہو؟ میں ابھی نہیں کہہ سکتا۔ ہم نہیں بیٹھ سکتے۔ وہ ٹوٹا ہوا تھا

﴿مشق کے لئے صیغۂ امر کے مختلف جملے﴾

× (۱) آب بیار۔ زود بیار۔ خم شو۔ پیش بیار۔ پس تر بنشیں
پانی لا۔ جلدی لا۔ جھک جا۔ سامنے لا۔ زیادہ پیچھے بیٹھ
کتاب وا کن۔ ورق بگرداں۔ ایں را بخواں ہجا کن باز بخواں۔ از سر بخواں۔ بلند بخواں
کتاب کھول۔ ورق الٹ۔ اس کو پڑھ۔ ہجے کر۔ پھر پڑھ۔ شروع سے پڑھ۔ زور سے پڑھ

حفظ کن۔ گوش کن۔ ازیادت نہ رود۔ بس کن، بس کن۔

حفظ کر۔ سن لے۔ تیرے حافظہ سے نہ نکلے۔ بس کر، بس کر۔

(۲) محکم بگیر۔ زود بنویس۔ زود باش۔ زود برو۔ زود بیار۔ بگذار کہ برود۔

مضبوط پکڑ۔ جلدی لکھ۔ جلدی کر۔ جلدی جا۔ جلدی لا۔ چھوڑ دے کہ چلا جائے۔

مگذار کہ نپرد۔ دستِ چپ بر گرد۔ پس پس بیا۔ پیش پیش برو۔ دست راست

مت چھوڑ کہ نہ اڑے۔ بایاں ہاتھ گھما۔ پیچھے پیچھے آ۔ آگے آگے جا۔ دلیاں ہاتھ

ببیں و بنویس۔ پائے چپ بردار۔ آہستہ برو۔

دیکھ اور لکھ۔ بایاں پیر اٹھا۔ آہستہ جا۔

(۳) پیش شو پیش۔ صبر کن۔ آرام بگیر۔ دروں بیا۔ از خانہ برآ۔ قدرے آب بگیر

آگے آگے ہو۔ صبر کر۔ آرام کر۔ اندر آ۔ گھر سے باہر آ۔ تھوڑا پانی لے

باز گو۔ ہوش دار۔ ساعتے پس برو۔ ایں را بنویس۔ درست بنشیں۔

دوبارہ کہہ۔ ہوش رکھ۔ کچھ دیر پیچھے (بعد) چل۔ اس کو لکھ۔ اچھی طرح بیٹھ۔

سرمشق پیش گیر۔　　　　زود بنویس۔

مشق کی (خوشخط حروف والی) کاپی سامنے رکھ۔ جلدی لکھ۔

﴿چھوٹے چھوٹے جملے مشق کے لئے﴾

(۱) اجازت ست؟ بیروں روم؟ آب بخورم؟ می روم و می آیم۔

اجازت ہے؟ باہر جاتا ہوں؟ پانی پیتا ہوں؟ جاتا ہوں اور آتا ہوں

او سیب می خورد۔ خط می نویسد۔ احمد کجا میروی؟ باش باش کہ میرسم۔

وہ سیب کھاتا ہے۔ خط لکھتا ہے۔ احمد کہاں جاتا ہے؟ ٹھہر ٹھہر کہ میں پہونچتا ہوں

ساعتے آرام بگیر۔ احمد میرود تو ہم برو۔

کچھ دیر آرام کر۔ احمد جاتا ہے تو بھی جا۔

(۲) قلمت چہ شد؟ در قلمدان باشد۔ او حفظ می خواند۔ تو دیدہ می خوانی۔ ایں ہماں ست

تیرا قلم کیا ہوا؟ قلمدان میں ہوگا۔ وہ حفظ (زبانی) پڑھتا ہے۔ تو دیکھ کر پڑھتا ہے۔ یہ وہی ہے

آں مالِ شماست۔ ایں مالِ ماست۔ ہمہ آنجاہستند۔ شب اینجا بودند

وہ تمہارا مال ہے۔ یہ ہمارا مال ہے۔ وہ سب وہاں ہیں۔ رات یہاں تھے۔

ہماں وقت رفتند یکے نماند۔

اسی وقت چلے گئے کوئی نہ رہا۔

(۳) ہیچ کس نرفتہ۔ اُو کیست؟ چہ کارہ ست؟ ہمین ست۔ خیر دیگر ست

کوئی شخص نہیں گیا۔ وہ کون ہے؟ کیسا شخص ہے؟ یہی ہے۔ نہیں کوئی اور ہے

نہ ایں ست نہ آں ست۔ فردامی روم چہ حکم ست؟ ایں رامی گیرم عیب کہ ندارد؟

نہ یہ ہے نہ وہ ہے۔ کل جارہاہوں کیا حکم ہے؟ یہ میں لے رہاہوں عیب دار تو نہیں؟

بگیر عیبے نیست۔ ہمہ اش تر است۔

لے لے عیب دار نہیں ہے۔ سب تازہ ہے۔

(۴) خیلے بلند ست۔ احمد کجاماندہ؟ پس پس می آید۔ بکسے حرف می زند۔ گاہ گاہ میروم

کچھ اونچا ہے۔ احمد کہاں رہ گیا؟ پیچھے پیچھے آتا ہے۔ کسی شخص سے بات کررہاہے۔ کبھی کبھی جاتا ہوں

چنیں ست یاچناں؟ بمابدہید۔ دیگر ندارم۔ بخدا کہ ندارم۔ خیر من ہم نمی خواہم

ایسا ہے یاویسا؟ ہمیں دیدو۔ میرے پاس اور نہیں بخدا میرے پاس اور نہیں۔ خیر میں بھی نہیں چاہتا

بکار ندارم۔ ایں چہ می خواند؟

مجھکو ضرورت نہیں۔ یہ کیا چاہتا ہے؟

(۵) اینجا کہ می ماند؟ اُو احمق ست۔ عجب احمقے ست! سخت بے عقل ست

اس جگہ کیوں رہتا ہے؟ وہ بیوقوف ہے۔ عجیب بیوقوف ہے؟ بہت بے وقوف ہے۔

عجب بے کمالیست! بالا بود بزمیں اُفتاد۔ سرش بسنگ خورد۔ استخوانش

عجیب بے ہنر ہے! اوپر تھا زمین پر گر پڑا۔ اس کا سر پتھر سے ٹکرا گیا۔ اس کی ہڈی

ریزہ ریزہ شد۔ ایں سیاہ ست یا کبود؟ ایں گلنار ست یا نارنجی؟

چورچور ہوگئی۔ یہ کالا ہے یا نیلا؟ یہ سرخ ہے یا نارنجی (اُودا)؟

﴿ضمیریں اور ان کی مختلف ترکیبیں مشق کے لئے﴾

(۱) پیش اُو ہست؟ اُودارد؟ اُوسگے دارد؟ پیشِ شاں ہست۔
اسکے سامنے ہے؟ اسکے پاس ہے؟ اسکے پاس کتا ہے؟ انکے سامنے ہے
آنہادارند۔ آنہا گربہ دارند۔ پیشت ہست؟ اس[illegible]
انکے پاس ہے۔ انکے پاس بلی ہے۔ تیرے سامنے [illegible] ے پاس گھوڑا ہے؟
پیشت اسپ ہست۔ پیش شما ہست۔ پیشِ [illegible] ہست؟ شما سگ دارید؟
تیرے سامنے گھوڑا ہے۔ تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے سامنے مُرغا ہے؟ تمہارے پاس کتا ہے؟
پیشِ من ست۔ کاردِ اُو پیشِ من ست۔ بندہ کارد دارم
میرے سامنے ہے۔ اس کی چھری میرے سامنے ہے۔ میرے پاس چھری (یا چاقو) ہے
پیش ما ہست۔ پیشِ ما شتر ست۔ ما داریم۔ ما شتر داریم۔
ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے سامنے اونٹ ہے۔ ہمارے پاس ہے۔ ہمارے پاس اونٹ ہے۔

(۲) خروسِ من پیشِ تُست؟ پیش من نیست۔ پیش بندہ نیست۔ یابوئے من
میرا مرغا تیرے آگے ہے؟ میرے آگے نہیں ہے۔ میرے پاس نہیں ہے۔ میرا ٹٹو
پیش شما است؟ پیش ما نیست۔ ما نداریم۔ خرِ من پیشِ اُو نیست۔ اُو ندارد
تمہارے سامنے ہے؟ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ ہمارے پاس نہیں۔ میرا گدھا اسکے سامنے نہیں۔ اسکے پاس نہیں
قیچی شما پیشِ من ست۔ پیش او نیست۔ اُو ندارد۔ کلاہِ شما پیش آنہا است؟
تمہاری قینچی میرے سامنے ہے۔ اسکے سامنے نہیں، اسکے پاس نہیں۔ تمہاری ٹوپی انکے سامنے ہے؟
خیر پیشِ آنہا نیست
نہیں انکے سامنے نہیں ہے۔

(۳) کلاہت پیشِ شاں ہست۔ خیر پیشِ شاں نیست۔ پیشِ آنہا نیست۔
تیری ٹوپی اسکے پاس ہے۔ نہیں اسکے پاس نہیں۔ انلوگوں کے پاس نہیں ہے۔
کتابت پیش ما ست۔ خیر پیش شما نباشد پیش آنہا باشد۔ قلمِ ما پیشِ شان ست
تیری کتاب ہمارے پاس ہے۔ نہیں تمہارے پاس نہ ہوگی انکے پاس ہوگی۔ ہمارا قلم اسکے پاس ہے۔

پیشِ آنہانیست۔ پیشِ خودت باشد۔ چاقوئے شان پیشِ تو نیست؟ پیشِ ما
انکے پاس نہیں ہے۔ خود تیرے پاس ہوگا۔ اس کا چاقو تیرے پاس نہیں ہے؟ ہمارے پاس
کے دیدید؟ پنسلِ آنہا پیشِ ماست۔ پیش شما کجا باشد؟ پیشِ شاں خود باشد
کب دیکھتے ہو؟ انکی پنسل ہمارے پاس ہے۔ تمہارے پاس کہاں ہوگی؟ خود اسکے پاس ہوگی

(۴) پیشِ من بود۔ من داشتم۔ بندہ داشتم۔ پیشت بود۔ تو داشتی؟ پیشش بود۔
میرے پاس تھی۔ تیرے پاس تھی۔ میرے پاس تھی۔ تیرے پاس تھی۔ تیرے پاس تھی؟ اسکے پاس تھی
او داشت پیشِ ما بود۔ ما داشتیم۔ پیش شما بود۔ شما داشتید؟ پیش شاں بود۔
اسکے پاس تھی۔ ہمارے پاس تھی۔ ہمارے پاس تھی۔ تمہارے پاس تھی۔ تمہارے پاس تھی؟ اسکے پاس تھی۔
آنہا داشتند۔ ان کے پاس تھی۔

(۵) من نداشتم۔ بندہ نداشتم۔ تو نداشتی۔ ما نداشتیم۔ شما نداشتید۔
میرے پاس نہیں تھی۔ میرے پاس نہیں تھی۔ تیرے پاس نہیں تھی۔ ہمارے پاس نہیں تھی۔ تمہارے پاس نہیں تھی
آنہا نداشتند۔ او نداشت۔
انکے پاس نہیں تھی۔ اسکے پاس نہیں تھی

(۶) پیشِ من نبود۔ پیشت نبود۔ پیشش نبود۔ پیش شما نبود۔ پیشِ شاں نبود
میرے پاس نہیں تھی۔ تیرے پاس نہیں تھی۔ اسکے پاس نہیں تھی۔ تمہارے پاس نہیں تھی۔ اسکے پاس نہیں تھی

﴿دیکھو ہر قسم کی چیز کیلئے اور آدمی کیلئے اور وقت کیلئے کن کن لفظوں سے پوچھتے ہیں﴾

(۱) این کیست؟ کدام کس ست؟ چہ کارہ ست؟ بہ بغلت چیست؟
یہ کس کی ہے؟ کون شخص ہے؟ کیسا شخص ہے؟ تیری بغل میں کیا ہے؟
ایں از کیست؟ بدست چہ داری؟ چہ قدر ہست؟ دواتم پیش کہ بود
یہ کس کی چیز ہے؟ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا مقدار ہے؟ میری دوات کس کے پاس تھی؟
ایں چہ قدر باشد؟ کہ دادہ است بشما؟ ایں چیست؟
یہ کتنی مقدار ہوگی؟ تمہیں کس نے دی ہے؟ یہ کیا ہے؟

(۲) کدام کس بشما دادہ است؟ سیب از کجا یافتی؟ بہی از کیست؟ کتابم پیش
تمہیں کس شخص نے دی ہے؟ تجھے سیب کہاں ملا؟ بہی (ایک پھل) کس کی ہے؟ میری کتاب کس کے
کیست؟ تصویرہا از کجا بہم رسیدند؟ شما کدامش می خواہید؟ کدام یکے بہ احمد بدہم؟
پاس ہے؟ تصویریں کہاں سے حاصل ہوئیں؟ تم کونسی چاہتے ہو؟ میں کونسی ایک احمد کو دوں؟
احمد چرا اینجا نمی آید؟
احمد یہاں کیوں نہیں آتا؟

(۳) اکنوں چہ گونہ ست؟ کے می آید؟ خانۂ محمود کجاست؟ بکدام محلّہ می نشیند؟
اب کیسا ہے؟ کب آتا ہے؟ محمود کا گھر کہاں ہے؟ کونسے محلّہ میں بیٹھتا ہے (واقع ہے)
ساعت چند زدہ؟ چند ساعت روز بر آمدہ؟ شب چہ قدر گزشتہ؟ کتاب
کیا وقت ہوا ہے؟ دن نکلے ہوئے کتنا وقت ہوا؟ رات کتنی گذر گئی؟ کتاب
بچند گرفتی؟ بنظرِ شمال چند ست؟ امروز چندُم ماہ ست؟
کتنے میں لی؟ تمہاری نظر میں کتنے کی ہے؟ آج مہینہ کی کیا تاریخ ہے؟

﴿متفرق جملے مشق کے لئے﴾

(۱) بیائید بنشینید۔ سخنے دارم بشما۔ در قفس چیست؟ عجب مُرغ خوش اِلحان ست۔
آؤ بیٹھو۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ پنجرہ میں کیا ہے؟ عجیب اچھی آواز والا پرند ہے
پوستینے می خواہم۔ از کجا بدست آید؟ تلاش می کنم۔ پیدا می شود۔
بالوں دار کھال کا چوغہ چاہتا ہوں۔ کہاں سے ملتا ہے؟ تلاش کرتا ہوں ظاہر ہوتا ہے
تمام روز گشتم دوتا یافتم۔ لباسِ شما چرک شدہ۔ امروز تبدیل می کنم
سارے دن گھوم کر دو ملے۔ تمہارا لباس میلا ہوگیا۔ آج بدلتا ہوں۔
ہنوز گازر نیاوردہ است۔ پیراہنِ شما نجس شدہ۔ حالا بہ آب می کشم
ابھی دھوبی نہیں آیا ہے۔ تمہارا کپڑا ناپاک ہوگیا۔ ابھی پانی سے دھوتا ہوں

(۲) ہر صبح بہ ارک طنبوری زنند۔ گاو را دیدید؟ شاخ ندارد۔ ایں سنگ چہ قدر
ہر صبح کو قلعہ میں طنبور (باجہ) بجاتے ہیں۔ گائے کو دیکھتے ہو؟ سینگ نہیں۔ یہ پتھر کتنا

سنگیں باشد؟ زنجیر ساعت بہ بینم۔ چند حلقہ دارد؟ قیمت ایں فیروزہ چہ باشد؟
وزنی ہوگا؟ گھڑی کی زنجیر دیکھتا ہوں۔ چند حلقے (کڑیاں) ہیں؟ اس فیروزہ کی کیا قیمت ہوگی؟
فقیرے بردر استادہ است۔ بگو ما ہم مہماں ہستیم۔ خانہ خانۂ ما نیست۔
کوئی فقیر دروازہ پر کھڑا ہے۔ کہو ہم بھی مہمان ہیں۔ گھر، ہمارا گھر نہیں ہے۔
بگو بدروازہ بنشیند۔ کہو دروازہ پر بیٹھے۔

(۳) کارِ خود را بانجام رسانیدی؟ زود بیار زود بیار۔ چابک بیار۔ اگر دیر می کنی
اپنے کام کو پورا کرو؟ جلدی لا، جلدی لا۔ تیزی سے لا۔ اگر دیر کی
کار از دست می رود۔ اگر زود تر نمی کنی کار از تو میگیرم۔ آوازم کہ شنیدند ہمہ ترسیدند
تو کام ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اگر بہت جلدی نہیں کی تو تجھ سے کام لیلونگا۔ میری آواز سنکر سب ڈرتے ہیں۔
بارے سخنم گوش کردند۔ ہمہ شاں باہمدگر آزردگی دارند۔ خدا از دشمنم نگہ داشت۔
ایکبار میری بات ذہن نشیں کرلیتے ہیں۔ وہ سب ایک دوسرے سے رنجیدہ ہیں۔ خدا میری دشمن سے حفاظت کرے

(۴) چرا بگریزم؟ باکے نیست۔ من بلند بالا ہستم۔ شما پست قامت ہستید۔
میں کیوں بھاگوں؟ کوئی ڈر نہیں۔ میں اونچے قد والا ہوں۔ تم چھوٹے قد کے ہو۔
اُو میانہ قدّ ست۔ ریشش چہ قدر دراز ست۔ عجب ریشِ درازے دارد۔
اسکا قد درمیانہ ہے۔ اسکی داڑھی کتنی لانبی ہے؟ عجیب لانبی داڑھی رکھتا ہے۔
کفشِ خودم گم کردم۔ نارنج از کجا آوردید؟ بما بدہید۔ ہمیں یک دانہ ست۔
میں نے اپنا جوتا کھودیا۔ نارنگی کہاں سے لائے ہو؟ ہمیں دیدو۔ یہی ایک دانہ (عدد) ہے۔
دیگر ندارم بخدا کہ ندارم۔ (اور نہیں بخدا اور نہیں)

(۵) بندہ اِمروز بہ لشکر رفتہ بودم۔ راہ غلط کردم۔ بسیار سرگرداں شدم۔ شما بخانہ رفتہ بودید؟
میں آج لشکر کے ساتھ گیا تھا۔ راستہ بھول گیا۔ بہت پریشان ہوا۔ تم گھر گئے تھے؟
ایں شہر از علاقہ پنجاب ست۔ کیست کہ بزمیں افتادہ؟ بیچارہ حمّال ست۔
یہ شہر پنجاب کے علاقہ میں سے ہے۔ زمین پر کون گر پڑا؟ بیچارہ بوجھ اٹھانیوالا (قلی) ہے

۴۸۰

بسیار خستہ شدہ۔ بارش خیلے گراں بود۔ از پشت انداختہ، بسایۂ درخت آرام میگیرد۔
بہت تھک گیا۔ اس پر بوجھ زیادہ تھا۔ پیٹھ سے گرا دیا۔ درخت کے سائے میں آرام کر رہا ہے

(۶) احمد روزنامچہ اش آوردہ بود۔ حسابِ خود فیصل کردم۔ دہ روپیہ بذمۂ شما ہم
احمد حساب کا رجسٹر لایا تھا۔ میں نے اپنا حساب صاف کر دیا۔ دس روپے تمہارے ذمہ بھی
نوشتہ۔ ہنوز بست روپیہ برو دارم۔ بدبدہ آدم ست۔ خیر من ہم بد
لکھے ہوئے ہیں۔ ابھی میرے بیس روپے اسکے پاس باقی ہیں۔ نادہند شخص ہے۔ کوئی بات نہیں میں بھی بری طرح
بگیر ہستم۔ صبح بزود میروم۔ سر راہش می گیرم۔ بندہ بایں کارہا غرض ندارم۔
وصول کرنیوالا ہوں۔ صبح بہت جلدی جاؤں گا۔ اسے راستہ میں تھام لونگا۔ مجھے ان کاموں سے کوئی مطلب نہیں۔

(۷) مُلّا فرقان خود در خراب کرد۔ بعیش و عشرت اُفتاد۔ تمام مالکش برباد داد
ملا فرقان نے خود کو خراب کر لیا۔ عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ سارا مال برباد کر دیا
اکنوں غیر از حسرت چارہ چیست! روزے زنجیر خانہ می رود۔ پیشِ خدمتِ شما
اب حسرت کے علاوہ کیا حاصل ہے! ایک دن جیل خانہ جائے گا۔ تمہارا خدمت گار
کجاست؟ بازار رفتہ۔ ہمپائے آغا رفتہ۔ پئے کارے رفتہ۔ درونِ خانہ ست۔
کہاں ہے؟ بازار گیا ہے۔ لڑکے کے ساتھ گیا ہے۔ کام کیلئے گیا ہے۔ گھر کے اندر ہے۔
خانہ را صفامی دہد۔ مگر ایں برادرے دارد۔
گھر صاف کر رہا ہے۔ لیکن اس کا کوئی بھائی ہے۔

(۸) خود شما چنیں کارہا چرا می کنید؟ پیش خدمتِ ما سلیقہ ندارد۔ برادرِ شما چہ می کند؟
تم خود اسطرح کے کام کیوں کرتے ہو؟ ہمارا خدمت گار با سلیقہ نہیں۔ تمہارا بھائی کیا کر رہا ہے
غذا می خورد می آید۔ چہ می خوانید؟ ہُماں کتاب دیروزہ ست۔ برادر شما چہ
کھانا کھا کر آ رہا ہے۔ کیا پڑھ رہے ہو؟ وہی گذشتہ کل والی کتاب ہے۔ تمہارا بھائی کیا
می خواند؟ ہمیں می خواند۔ ہر چہ او می خواند من می خوانم۔ میروید اُکنوں
پڑھ رہا ہے؟ وہی پڑھ رہا ہوں۔ جو کچھ وہ پڑھتا ہے وہی میں پڑھتا ہوں۔ تم جا رہے ہو اب
شما را کے می بینم؟ فردا۔
کب ملاقات ہو گی؟ کل۔

(۹) شما چرا می روید؟ چه طور نه روم؟ اگر نه روم اُو می آید۔ اگر صورت اینست
تم کیوں جارہے ہو؟ کیسے نہ جاؤں؟ اگر نہ جاؤں وہ آئے گا۔ اگر یہ بات ہے تو
من ہم بروم۔ اگر ایں کارے کردی گوئے از میداں ربودی۔ ہر چه اُو میکند می کنم
میں بھی جاؤں گا۔ اگر یہ کام کرلیا تو سب سے بازی لے جائے گا۔ جو کچھ وہ کرتا ہے میں کرتا ہوں
آب می بارد۔ بیائید دروں بنشینیم۔ پیشِ بندہ چرا نمی نشیند؟ اینجا چرا نمی نشیند؟
پانی برس رہا ہے۔ آؤ اندر بیٹھیں میرے سامنے کیوں نہیں بیٹھتا؟ اس جگہ کیوں نہیں بیٹھتا
پہلویم بنشینید۔ میری برابر میں بیٹھتے ہو۔

(۱۰) آغا ہر چه کردید شما کردید۔ من ہم ہمیں فکر ہستم۔ ایں بسیار خوب ست۔
آغا جو کچھ کیا تم نے کیا۔ میں بھی اسی فکر میں ہوں۔ یہ بہت اچھا ہے۔
اگر نه چنیں ست. شما بفرمائید۔ خیر ست؟ امروز متفکر بنظر می آئی۔ دِلم ہم غمگین
اگر ایسا نہیں تو تم بتلاؤ۔ خیریت تو ہے؟ آج فکر مند نظر آرہے ہو۔ میرا دل بھی غمگین
ست فکر چیست؟ فضلِ خداست۔ شما ہیچ فکرِ نه کنید۔ خاطر جمع باشید۔ بآرام بنشینید
ہے کس چیز کا فکر ہے؟ اللہ کا فضل ہے۔ تم کوئی فکر نہ کرو۔ دل مطمئن رکھو۔ آرام سے بیٹھو

﴿دیکھو مختلف وقتوں کے لئے کیا کیا لفظ ہیں اور کیونکر بولے جاتے ہیں﴾

(۱) من اوّل بشما گفته بودم۔ پیش ہم گفته بودم۔ او پیشتر بمن گفته بود۔
میں نے پہلے تمہارے سے کہا تھا۔ پہلے بھی میں کہہ چکا تھا۔ وہ مجھ سے پہلے کہہ چکا تھا۔
خیر آخر بچشمِ خود می بیند۔ اِمسال خیلے گرانی ست۔ سال گذشته ایں حال نبود۔
خیر آخر کار اپنی آنکھ سے دیکھے گا۔ اس سال بہت گرانی ہے۔ گذشتہ سال یہ حال نہ تھا۔
سال آئندہ ارزانی می شود۔ دیروز اُو را دیدم۔ پریروز خودش اینجا بود۔
آئندہ سال ارزانی ہوگی۔ گذشتہ کل میں نے اسے دیکھا۔ پرسوں وہ خود یہاں تھا۔
پری پریروز خبر ندارم۔ امروز ہلال خواہد بر آمد۔
ترسوں کی مجھے خبر نہیں۔ آج چاند نکلے گا۔

(۲) اکنوں شبِ ماہ ست۔ فرداد عوتِ شماست۔ فردا کہ فرصت ندارد۔ فرصتم نیست
آج چاندرات ہے۔ کل تمہاری دعوت ہے۔ کل فرصت نہیں۔ مجھے فرصت نہیں ہے۔
پس فردا یا پس پسِ فردا۔ دی شب نیامدید؟ پری شب ہم غائب بودید؟
پرسوں یا ترسوں۔ گذشتہ رات نہیں آئے تھے؟ پرسوں رات بھی غائب تھے؟
اِمشب ہمیں جا باشید۔ خیر۔ فرداشب می آئیم۔ پاسے از شب گذشتہ بود
آج رات اسی جگہ ہوگے۔ خیر، ہم کل رات آئیں گے۔ رات کا کچھ حصہ گذر گیا تھا
پارۂ از شب باقی بود۔ نیم شب بر آسماں روشنی چہ بود؟ بلے شہابہ باشد
رات کا کچھ حصہ باقی تھا۔ آدھی رات آسمان پر کیسی روشنی تھی؟ ہاں، ٹوٹا ہوا تارہ ہوگا۔

(۳) دوروز تعطیل ست۔ بیائید سیرِ باغ کنیم۔ ایں قدر فرصتم کو؟ صباح زود
دو دن چھٹی ہے۔ آؤ باغ کی سیر کریں۔ مجھے اتنی فرصت کہاں؟ صبح جلدی
بروید۔ پایاں روز پس بیائید۔ شام خانہ می رسم۔ احمد ایں جاکے می آید؟ گاہ گاہ
جاؤ۔ تیسرے پہر لوٹ آؤ۔ شام کو گھر پہونچونگا۔ احمد یہاں کب آتا ہے؟ کبھی کبھی
می آید۔ اینک ایں جا بود۔ ساعتے پیش از شما رفتہ۔ صبح و شام می آید۔ ہنوز نیامدہ۔
آتا ہے۔ ابھی ابھی یہیں تھا۔ تم سے کچھ دیر پہلے گیا۔ صبح و شام آتا ہے ابھی تک نہیں آیا۔
ساعتے پس بیائید۔ ایک گھنٹہ بعد آؤ گے۔

(۴) اکنوں ما می رویم۔ کے رفتن می توانید؟ حالا کے میگزاریم؟ بگذارید کہ بروم
اب ہم کدھر جائیں گے۔ کب جاسکتے ہو؟ اسوقت ہم کب چھوڑینگیں؟ چھوڑدو کہ چلا جاؤں
باز می آیم۔ بہر گاہ شما می آئید من ہم می آیم۔ درزمستاں قریبِ چاشت مدرسہ وا می شود
پھر آؤنگا۔ جسوقت تم آؤگے میں بھی آؤں گا۔ سردی میں چاشت کے قریب مدرسہ کھلتا ہے
پایانِ روز رخصت می شود۔ وقتِ رخصت ساعتِ چار ست۔ در تابستاں صبح وا می شود
تیسرے پہر چھٹی ہوتی ہے۔ چھٹی کا وقت چار بجے ہے۔ گرمی کے موسم میں صبح
کہ ساعتِ شش باشد۔ نیم روز رخصت میشود کہ ساعتِ دوازدہ ست۔
چھ دن پر یعنی بارہ بجے چھٹی ہوتی ہے

﴿مدرسہ اور مکتب کی گفتگو﴾

(۱) برادر برخیز، آفتاب بر آمد۔ برخیز کہ آفتاب بلند شد۔ وقت مکتب قریب
بھائی اٹھ، سورج نکل گیا۔ اٹھ کہ سورج اونچا ہو گیا۔ مکتب کا وقت قریب
ست۔ آب گرم موجود ست۔ آفتابہ بگیر دست و رُویت بشو۔ موہائے خود را
ہے۔ گرم پانی موجود ہے۔ لوٹا لیکر ہاتھ اور منہ دھو۔ اپنے بالوں میں
شانہ کن۔ ناشتہ ہم حاضر ست۔ ناسپاتی کہ دادہ است بشما؟ نہار نخورید
کنگھی کر۔ ناشتہ بھی حاضر ہے۔ تمہیں ناسپاتی کس نے دی ہے؟ نہار منہ نہ کھاؤ
کہ رطوبت می آرد۔ چرا گریہ می کنی؟
کہ رطوبت پیدا کرتی ہے۔ تو کیوں روتا ہے۔

(۲) لباسِ خود بپوش۔ کاہلی مکن۔ لباسِ تو کثیف شدہ۔ چرا تبدیل نمی کنی؟ بر دامنت
اپنا لباس پہن۔ سستی نہ کر۔ تیرا لباس میلا ہو گیا۔ تو کیوں نہیں بدلتا؟ تیرے دامن پر
داغ گرد ست۔ بسر انگشت پاک کن۔ کتابِ تو کجاست؟ جزو داں چہ کردی؟
مٹی کا دھبہ ہے۔ انگلی کے سرے سے پاک کر۔ تیری کتاب کہاں ہے؟ تیرا جزو دان کیا ہوا؟
بگیر و بمکتب برو۔ امروز مدرسہ نمی روی؟ بلے روزِ آزادیست۔ ساعتِ دہ نزدہ۔
لے اور مکتب جا۔ آج تو مدرسہ نہیں جائے گا؟ جی ہاں چھٹی کا دن ہے۔ دس نہیں بجے۔
ہنوز دیر ست۔ بست لمحہ باقی ست۔
ابھی دیر ہے۔ بیس منٹ باقی ہیں۔

(۳) کتابِ خود را خراب مکن۔ ببیں دریدہ می رود۔ میانِ مقوی نگہدار۔ امروز
اپنی کتاب خراب نہ کر۔ دیکھ پھٹی جاتی ہے۔ کتاب کی جلد کی حفاظت کر۔ آج
نسبت بہر روزہ دیر شدہ۔ زود بیائید کہ دیر می شود۔ خیر ہنوز وقت ست۔ عمارتیکہ
ہر دن کی نسبت دیر ہو گئی۔ جلدی آؤ کہ دیر ہو جاتی ہے۔ خیر ابھی وقت ہے۔ جو عمارت
پیشِ روئے شماست ہمیں مدرسہ ست۔ آغا حسین! افتاں و خیزاں کجا میروی؟
تمہارے سامنے ہے یہی مدرسہ ہے۔ آغا حسین گرتا پڑتا کہاں جاتا ہے؟

باش باش کہ من ہم می رسم۔

ٹھہر ٹھہر کہ میں بھی پہونچتا ہوں۔

(۴) جنابِ آغا! بندہ امروز بمکتب آمدم۔ کدام کتاب بخوانم؟ بخانہ پند نامہ

جناب عالی! آج مکتب میں آگیا ہوں۔ کونسی کتاب پڑھوں گا؟ گھر پر پند نامہ

میخواندم۔ در قواعد ہنوز چیزے نخواندہ ام۔ الفاظ باملانوشتن میتوانی۔ خیر نو آموزم

پڑھتا ہوں۔ قواعد میں ابھی کوئی چیز نہیں پڑھی۔ الفاظ املا کے ذریعہ لکھ سکتا ہے۔ خیر میں نوآموز ہوں

ہنوز یاد گرفتہ ام۔ از شفقتِ جناب قریب تر می آموزم۔ طوریکہ فرمایند بہ

میں نے ابھی یاد نہیں کیا۔ جناب کی شفقت سے بہت جلد سیکھ جاؤنگا۔ جس طرح فرمائیں اس پر

عمل آرم۔ ایں الفاظ را رواں کن۔ ہمیں را بمشق بنویس کہ املائے تو درست شود۔ بچشم۔

عمل کروں۔ یہ الفاظ یاد کر۔ انھیں کو مشق میں لکھ کہ تیرا املا درست ہو جائے۔ بسر و چشم۔

(۵) صُبح زود برخیز۔ تا آفتاب بر آید از ضروریات فارغ باشی۔ لباسِ پاکیزہ بپوش

صبح جلدی اٹھ۔ سورج نکلنے تک تو ضروریات سے فارغ ہو جائے۔ پاکیزہ لباس پہن۔

بروقت، خود را بمدرسہ برساں۔ چوں بمکتب در آئی آدابِ جائے را نگہدار۔

وقت پر خود کو مدرسہ پہونچا۔ جب مکتب میں آئے جگہ کے آداب کا خیال کر۔

چوں پیشِ اُستاد آئی سلام کن۔ ردائے خود را بہ آرام بہ نشیں۔ پیش و پس، راست

استاد کے سامنے آئے سلام کر۔ اپنی چادر پر آرام کے ساتھ بیٹھ۔ آگے پیچھے دائیں

وچپ نظر مکن۔ تانشستہ باشی مؤدّب بنشیں۔

اور بائیں مت دیکھ۔ جب تک بیٹھے ادب کے ساتھ بیٹھ۔

(۶) چوں رخصت شوی خانہ برو۔ در راہ بازی مکن۔ خانہ کہ می رسی بزرگان را

جب چھٹی ہو گھر جا۔ راستہ میں مت کھیل۔ گھر پر پہونچ تو بزرگوں کو

سلام کن۔ کتاب سر طاقچہ بگذار۔ دست و رُو شُستہ ہرچہ حاضر باشد قدرے بخور

سلام کر۔ کتاب کو الماری میں رہنے دے۔ ہاتھ اور منہ دھو کر جو کچھ موجود ہو کچھ کھالے۔

ساعتے بیروں تفریح کن۔ با طفال ہرزہ نگردی۔ پیش از شام خانہ بیا۔ ہر چہ بروز
کچھ دیر باہر تفریح کر۔ بچوں کے ساتھ بیکار نہ گھوم۔ شام سے پہلے گھر آ۔ جو کچھ دن میں
خواندی بازش بخواں۔ خواندنِ شب بردِل نقش می شود۔ بحر فہائے بدزباں
پڑھے اسے دوبارہ پڑھ۔ رات کا پڑھنا دل پر نقش ہو جاتا ہے۔ بری باتوں سے زبان کو
آشنا مکن۔ مکتب جائے خواندن ست۔ نہ جائے بیہودہ گفتن۔
آشنامت کر۔ مکتب پڑھنے کی جگہ ہے۔ بے ہودہ باتوں کی جگہ نہیں۔

(۷) احمد بیا۔ کتابِ خود بیار۔ بشنوم چہ خواندی۔ اگر یاد داری چرا نمی خوانی؟
احمد آ۔ اپنی کتاب لا۔ میں سنوں تونے کیا پڑھا۔ اگر یاد ہے تو کیوں نہیں پڑھتا؟
محمود تو بگو۔ اگر میدانی چرا نمی گوئی؟ درست بخواں۔ غلط مکن آغا! در کتاب ہمیں نوشتہ۔
محمود تو پڑھ۔ اگر تو جانتا ہے تو کیوں نہیں کہتا؟ ٹھیک پڑھ۔ غلط مت پڑھ آغا! کتاب میں اسی طرح لکھا ہے۔
خیر کاتب غلط کردہ۔ قلم بگیر و درست کن۔ روئے ورق بگرداں۔ ہر چہ خوانی
خیر کاتب کی غلطی ہے۔ قلم لے اور درست کر۔ ورق الٹ۔ جو کچھ پڑھ
فہمیدہ بخواں۔ طوطی وار از بَر کردن فائدہ ندارد بمطلب نہ رسیدن
سمجھ کر پڑھ۔ طوطی کی طرح رٹنے سے فائدہ نہیں۔ مطلب نہ سمجھنا
والفاظ از بر کردن حاصل چیست؟ بخواں ہنوز رواں نہ شدہ۔
رٹنے کا حاصل کیا ہے؟ پڑھ ابھی رواں (یاد) نہیں ہوا۔

(۸) چہ نام داری آغازادہ! نام پدر شما چہ باشد؟ چہ کار میکنید؟ سوداگری۔ عمر شما
صاحبزادہ کیا نام ہے! تمہارے باپ کا نام کیا ہو گا؟ کیا کام کرتے ہو؟ تجارت۔ تمہاری عمر
چہ قدر باشد؟ چاردہ سالہ۔ بکدام محلہ می نشینید؟ کلاہ بر سر درست بگذار
کیا ہو گی؟ چودہ سال۔ کون سے محلہ میں بیٹھتے ہو؟ سر پر ٹوپی ٹھیک اوڑھ
چرا کج گذاشتی؟ بنشیں و راست یاد کن۔ پیش رویم بنشیں۔ پشتِ سرم چرا نشستی؟
ٹیڑھی کیوں اوڑھ لی؟ بیٹھ اور اچھی طرح یاد کر۔ میرے سامنے بیٹھ۔ میرے پیچھے کیوں بیٹھ گیا؟

بیا! بہ پہلوئے احمد بنشیں۔ ہاشم را آواز دہ۔ دریں ماہ دو سہ روز غیر حاضر بود۔
آ۔ احمد کے برابر میں بیٹھ۔ ہاشم کو آواز دے۔ اس مہینہ دو تین دن غیر حاضر تھا۔
آغا حسین ہم ہفت روز نبود۔ تا توانید شما غیر حاضر نباشید۔
آغا حسین بھی ایک ہفتہ سے نہ تھا۔ جہانتک ہو سکے غیر حاضری نہ کرو۔

(۹) وقت برخاست قریب ست۔ دو ساعت چہاردہ لمحہ باقیست۔ اجازت ہست
چھٹی کا وقت قریب ہے۔ دو منٹ چودہ سکنڈ باقی ہیں۔ اجازت ہے
می روم۔ آب خوردہ می آیم۔ برو مشقِ خود بیار کہ بہ بینم۔ ایں از کیست؟
میں جاتا ہوں، پانی پی کر آؤں گا۔ جا اپنی مشق کی کاپی لا کہ دیکھوں۔ یہ کس کی ہے؟
ایں نسبت باد بہتر ست۔ ایں سطر بہتر نوشتہ۔ کرسی ایں اندک درست
یہ اس کی بہ نسبت بہتر ہے۔ یہ سطر اچھی لکھی ہے۔ اس کی نشست (پٹری) زیادہ
تر نشستہ۔ ایں حرفِ شما بیقاعدہ ست۔ سر مشق را دیدہ بنویس۔ مرکب خیلے غلیظ ست۔
ٹھیک ہے۔ تمہارا یہ حرف بے قاعدہ ہے۔ مشق کی کاپی کو دیکھ کر لکھ۔ روشنائی بہت گاڑھی ہے۔

(۱۰) کاغذ آہار ندارد۔ مرکب رامی کشد۔ بہ بینید! مرکب ما چہ قدر روشن ست!
کاغذ پر ماوا نہیں۔ روشنائی چوستا ہے۔ دیکھو ہماری روشنائی کتنی روشن ہے۔
دواتِ شما آبکی ست۔ ہمیں صفحہ را کہ خواندۂ نقل بردار۔ ایں طفل را چرا
تمہاری دوات پنیالی ہے (پھیکی) ہے۔ یہی پڑھا ہوا صفحہ نقل کر۔ اس بچہ کے
شلاق می کنند؟ البتہ خطائے سرزدہ باشد۔ درسِ خودش رواں نہ کردہ باشد۔
طمانچے کیوں مار رہے ہیں؟ یقیناً کوئی غلطی ہو گی۔ اپنا سبق رواں (یاد) نہ کیا ہوگا
ازہمیں ست کہ زیرِ چوبش می کشند۔ احمد! کجا؟ بگذار کہ ہنوز فرصتِ بازی ندارم
اسی بنا پر لکڑی سے مار رہے ہیں۔ احمد کہاں؟ چھوڑ کہ مجھے کھیل کی فرصت نہیں
احمد ساعتے ہم بخانہ نمی ماند۔ کجا میرود؟ خبر ندارم۔
احمد کسی وقت بھی گھر نہیں رہتا۔ کہاں جاتا ہے؟ مجھے خبر نہیں۔

(۱۱) بخواں، ایں چہ لفظ ست؟ ہجا کردہ بگو۔ ایں فقرہ چہ معنی دارد؟ بندہ، طفل ام
پڑھ، یہ کیا لفظ ہے؟ ہجے کر کے پڑھ۔ اس جملہ کے کیا معنی ہیں؟ میں بچہ ہوں
چگونہ توانم گفت۔ ہنوز حرف شناس ہستم۔ قدرے خواندہ ام رفیقت نیم صفحہ
کس طرح بتا سکتا ہوں۔ ابھی (صرف) حرف پہچانتا ہوں۔ تھوڑا پڑھا ہوا ہوں۔ تیرا ساتھی آدھا صفحہ
بخواند مگر شرمے نداری؟ سرِ جناب سلامت باشد۔ یک ماہ پس عرض میکنم
پڑھتا ہے تجھے شرم نہیں آتی؟ جناب کا سر سلامت رہے گا۔ ایک مہینہ بعد پیش کروں گا
احمد! تو می توانی کہ ایں را بخوانی؟ بلے چرا نمی توانم۔ ایں لفظ ظلم ست
احمد! تو اسے پڑھ سکتا ہے؟ ہاں کیوں نہیں پڑھ سکتا۔ یہ لفظ ظلم ہے۔
آفریں آفریں کرسی بگیر و بنشیں۔
شاباش، شاباش کرسی لا اور بیٹھ جا۔

(۱۲) احمد سعادت مند پسر یست۔ سبق ہر روزہ اش یاد می کند۔ اکنوں سوادش
احمد سعادت مند لڑکا ہے۔ روز کا سبق یاد کرتا ہے۔ اب اسکی استعداد
روشن شدہ۔ خیلے محنت کش ست۔ باندک مدّت اِستعداد بہم رسانیدہ
نکھر گئی۔ بہت محنتی ہے۔ تھوڑی مدت میں استعداد پیدا کر لی۔
بفارسی حرف زدن می توانی؟ قبلہ خیر۔ چرا بفارسی حرف نمی زنی؟
فارسی میں گفتگو کر سکتا ہے؟ ارے جناب نہیں۔ فارسی میں کیوں بات نہیں کرتا؟
ربطے بزبان فارسی ندارم۔ زبان فارسی خیلے دشوار ست۔ لاکن عجب زبان شیریں ست!
مجھے زبان فارسی پر قدرت نہیں۔ فارسی زبان بہت مشکل ہے۔ لیکن عجیب میٹھی زبان ہے!
شرم مکن۔ ہر چہ بتوانی بفارسی حرف بزن۔ ہمیں طور مشق می شود۔ بیا بفارسی
شرم نہ کر۔ جس قدر ممکن ہو فارسی میں گفتگو کر۔ اسی طرح مشق ہو جاتی ہے۔ آؤ فارسی میں
حرف زنیم و یکدست ترکِ ہندی گوئیم۔
بات کریں اور ایک دم ہندی ترک کریں

﴿بچوں کی فریادیں اور شکایتوں کی باتیں﴾

(۱) جناب آغا! کاردم گم شد۔ کجا گذاشتہ بودی؟ در جزودانم بود۔ احمد تو دیدی؟
جناب والا۔ میرا چاقو گم ہو گیا۔ تو نے کہاں چھوڑا تھا؟ میرے جزودان میں تھا۔ احمد تو نے دیکھا؟
من چہ خبر دارم؟ دیگر کہ بُرد ازینجا؟ آخر دُزد کہ نمی افتد اینجا۔ جناب آغا!
مجھے کیا معلوم؟ دوسرا کون یہاں سے لے گیا؟ یہاں کوئی چور تو نہیں۔ جناب عالی!
ہاشم کتابم گرفتہ نمی دہد۔ پیشِ من بیار۔ ہاشم چرا بہ محمود منازعت کردی؟
ہاشم میری کتاب لیکر نہیں دیتا۔ میرے پاس لا۔ ہاشم محمود سے کیوں لڑتے ہو؟
چرا بمردم جنگ میکنی؟ آخر او چہ گفتہ بود بتو؟ بسیار بیباک شدہٗ۔ دیگر بار
لوگوں سے کیوں لڑتے ہو؟ آخر اسنے تجھے کیا کہا تھا؟ بہت نڈر ہو گیا ہے۔ دوسری بار
شکایتت بگوشم نہ رسد والّا سخت گوشمالت می دہم
تیری شکایت میرے کان تک نہ پہونچے۔ ورنہ تجھے سخت سزا دوں گا

(۲) احمد! چہ می کنی؟ خاموش نمی مانی؟ مگر نمی ترسی؟ می بینم یک ساعت بآرام نمی
احمد! تو کیا کرتا ہے؟ چپ نہیں رہتا؟ لیکن تو نہیں ڈرتا؟ میں دیکھتا ہوں کہ ایک گھڑی بھی تو آرام سے نہیں
نشینی۔ دیگر بار آنجا نہ روی۔ چرا خندہ می کنی؟ خیلے گستاخ شدہٗ۔ بسیار
بیٹھتا۔ پھر اس جگہ مت جا۔ تو کیوں ہنس رہا ہے؟ بہت گستاخ ہو گیا ہے۔ تو بہت
بے ادب ہستی۔ بیک گوشہ آرام بنشیں۔ بیا کہ ترا پیشِ اخوندت بُرم۔
بے ادب ہے۔ ایک کونہ میں آرام سے بیٹھ۔ آ کے تیرے استاذ کے پاس تجھے لیجاؤں۔
معاف کنید آغا۔ باز چنیں حرکت نخواہم کرد۔ چہ غوغاست؟ عجب بے تمیز
معاف کر دیجئے جناب۔ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ کیسا شور ہے؟ عجیب بدتمیز
بچہ ہاہستند۔ یکے کہ سزا یافت اکنوں ہمہ دم بخود نشستند۔ چہ میگوئی؟ سخنت
بچے ہیں۔ ایک کو سزا مل گئی تو سارے خاموش ہو کر بیٹھے ہیں۔ تو کیا کہتا ہے؟ تیری بات
بفہم نمی آید۔ تلفظِ خود درست کن۔ مرکب بر دامن از کجا ریختی؟ عجب
سمجھ میں نہیں آتی۔ اپنا تلفظ ٹھیک کر۔ دامن پر روشنائی کہاں سے گرالی؟ عجیب

پسرۂ کثیف ہستی! ہوش دار۔ بازایں حرکت نہ کنی۔ بچہّ ہا باچرا غوغامی کنید؟
گندہ لڑکا ہے۔ ہوش سے کام لے۔ پھرایسی حرکت نہ کر۔ بچو! شور کیوں کررہے ہو؟
بخدا کہ مغز سرم خوردید۔ احمد! بار باری پرسی، چرایاد نمی داری؟ ہرچہ می گویم
واللہ تم نے میرا دماغ کھالیا۔ احمد بار بار پوچھتاہے۔ یاد کیوں نہیں کرتا؟ جو کچھ میں بتاتا ہوں اسے
بخاطر نگہدار۔ (ذہن نشین کر)

(۳) بالائے درخت چرارفتی؟ پائیں بیا۔ زودتر فرود آئی۔ اگر پایت خطامی کند
تو درخت کے اوپر کیوں گیا؟ نیچے آ۔ بہت جلدی نیچے اتر۔ اگر تیرا پاؤں پھسل گیا
استخوانت ریزہ ریزہ می شود۔ بہاری رخصت می طلبد۔ پدر و مادرش می روند۔
تو تیری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ بہاری چھٹی مانگ رہاہے۔ اس کے ماں باپ جارہے ہیں
اُو ہم می رود۔ حالا کجا بماند؟ اینجا کہ پدر و مادرش بود۔ آغازادہ! چند
وہ بھی جارہاہے۔ اب کہاں رہے گا؟ یہاں اسکے والدین تھے۔ صاحبزادہ تمہارے
تا برادر داری؟ پنج برادر ہستیم و یک خواہر۔ عم زادۂ شما چند سالہ اَست؟
کتنے بھائی ہیں؟ ہم پانچ بھائی اور ایک بہن ہیں۔ تمہارے چچا کے لڑکے کی عمر کتنی ہے؟
برادرت کد خداشدہ؟ بلے خانۂ پدرِ زنش می ماند۔ خالم بدہلی ڈپٹی ست
تیرے بھائی کی شادی ہو گئی؟ ہاں وہ اپنی سسرال میں رہتاہے۔ میرا ماموں دہلی میں ڈپٹی ہے

(۴) امروز احمد نیامدہ۔ گویند دیروز تپ کردہ۔ گرم ست یالرزۂ نوبت ست
آج احمد نہیں آیا۔ کہتے ہیں پرسوں بخار آگیا تھا۔ بخار ہے یا باری کا جاڑا ہے،
یاہر روزہ؟ گاہے عرق ہم می کند۔ می گویند اکنوں چیزے بہتر ست مگر ہنوز بالکل
یاروز کا؟ کبھی پسینہ بھی آتاہے۔ بتاتے ہیں کہ اب کچھ بہتر ہے لیکن ابھی پوری طرح
صحیح وسالم نشدہ۔ تیمارش کہ می کند؟ پدرش می کند۔ مگر بسیار متفکر ست۔
صحت یاب نہیں ہوا۔ اسکی تیمار داری کون کررہاہے؟ اسکا باپ کررہاہے۔ مگر بہت فکر مند ہے۔
ہیچ دوا نفعے نمی کند؟ علاج ڈاکٹر چرا نمی کند؟ مردم ہند از ڈاکٹری ترسند۔
کوئی دوا نفع نہیں کرتی۔ ڈاکٹری علاج کیوں نہیں کرتا؟ ہندوستان کے لوگ ڈاکٹر سے ڈرتے ہیں۔

آخر چرا؟ فقط بے عقلی۔ نفعے کہ در علاج ڈاکٹر دیدم ہیچ علاج ندیدم۔
آخر کیوں؟ تیری بے وقوفی ہے میں نے جو فائدہ ڈاکٹری علاج میں دیکھا کسی علاج میں نظر نہیں آیا۔
دوا اندک و نفع بسیار! خیر خدا ایش شفا دہد۔
دوا کم اور نفع زیادہ! خیر اللہ تعالیٰ اسے شفا دے
(۵) احمد بر دستُ و پایت چند تا انگشت ست؟ می توانی بشماری؟ بلے می توانم
احمد تمہارے ہاتھ و پیر میں کتنی انگلیاں ہیں؟ گن سکتے ہو؟ ہاں گن سکتا ہوں
تا بست بشمار۔ بچشم۔ شصت دقیقہ یک ساعت۔ بست و چہار ساعت
بیس تک گن۔ بسر و چشم۔ ساٹھ منٹ کا ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ چوبیس گھنٹہ کے
یک شبانہ روز۔ یک ہفتہ ہفت روز۔ چار ہفتہ ایک ماہ۔ دوازدہ ماہ یک سال
ایک دن رات۔ سات دن کا ایک ہفتہ۔ چار ہفتہ کا ایک مہینہ۔ بارہ مہینہ کا ایک سال

﴿دوست کی ملاقات﴾

السلام علیکم۔ و علیکم السلام۔ مزاج عالی؟ الحمد للہ۔ دعائے جانِ شما۔ خوش آمدید۔
سلام ہو تم پر۔ اور تم پر سلام ہو۔ مزاج عالی؟ اللہ کا شکر ہے۔ تمہاری دعاء سے۔ اچھے آئے تم
مردم بخیر اند؟ کوچک و بزرگ بسلامت۔ بلے۔ ہمہ دعاء می کنند۔ بعد مدّت
لوگ خیریت سے ہیں؟ چھوٹے و بڑے عافیت سے ہیں۔ ہاں! سب دعا کرتے ہیں۔ مدّت کے بعد
تشریف آوردید؟ ایں قدر بے التفاتی؟ معاف دارید۔ چہ کنم۔ کارہائے دنیا
تشریف لائے ہو؟ اتنی بے توجہی؟ معاف کرو کیا کروں۔ دنیا کے کاموں سے
نمی گذارند۔ ہم دولت خانہ رابلد نبودم۔ مزاج چہ طور است؟ امروز
نجات نہیں ملتی۔ میں گھر سے بھی واقف نہیں تھا۔ مزاج کیسا ہے؟ آج
درد سر دارم۔ آغا! کمرم درد می کند۔ نصیب اعدا۔ از کے؟ صبح کہ از رخت
سر میں درد ہے۔ جناب۔ میری کمر میں درد ہے۔ یہ دشمنوں کو ہو کب سے ہے؟ صبح بستر سے
خواب برخاستم دیدم سرم درد می کند۔ از تکان ست۔ ساعتے خواب کنید رفع می شود
اٹھا تو سر میں درد معلوم ہوا۔ تھکن سے ہے۔ کچھ دیر سو جاؤ ختم ہو جائے گا۔

امروز آغا احمد آمد۔ حیف کہ بخانہ نبودم۔ کدام خبرے تازہ دارید؟
آج جناب، احمد آیا۔ افسوس کہ میں گھر پر نہیں تھا۔ کونسی تازہ خبر رکھتے ہو
می گویند امروز دو تا کشتی غرق شد۔ کجا شنیدید؟ از بازار فہمیدم۔
کہتے ہیں آج دو کشتیاں ڈوب گئیں کہاں سنا؟ میں نے بازار میں سنا
وائے بر حالِ صاحبِ مال، بیچارہ چہ قدر نقصان برداشتہ باشد؟ البتہ دہ دوازدہ ہزار
مال والے کی حالت پر افسوس۔ بیچارہ کا کتنا نقصان ہوا ہوگا، یقیناً دس بارہ ہزار
روپیہ باشد۔ اجازت ست؟ حالا رخصت می شوم۔ چرا اینقدر زودی!
روپیہ ہوگا۔ اجازت ہے؟ اب میں جاتا ہوں۔ کیوں اتنی جلدی کیوں!
بنشینید ساعتے حرف زنیم و دل خوش کنیم۔ خدمتِ شما کارے ہم دارم اَمرے
بیٹھو کچھ دیر بات کرکے دل خوش کریں۔ مجھے تم سے ایک کام بھی ہے۔ ایک کام
صلاح طلب ست۔ خیر حالا کہ وقتِ مدرسہ قریب ست۔ باز کے تشریف می آرید؟
مشورہ طلب ہے۔ خیر اب تو مدرسہ کا وقت قریب ہے۔ پھر کب تشریف لاؤ گے؟
انشاء اللہ فردا روز می رسم۔
انشاء اللہ کل دن میں آؤں گا۔

﴿ناواقف مسافر سے ملاقات﴾

خوش آمدید؟ صفا آوردید۔ بنشینید۔ مزاج مقدس؟ دعاء۔ مزاجِ جناب؟
اچھے آئے تم؟ پا۔کیزگی لائے تم۔ بیٹھئے۔ مزاج عالی؟ دعاء ہے۔ جناب کا مزاج؟
از کجا می رسید؟ از شیراز۔ چند روز ست از شیراز بر آمدید؟ سہ ماہ۔ بکدام راہ؟
کہاں سے تشریف لائے؟ شیراز سے۔ شیراز سے روانگی کو کتنے دن ہوئے۔ تین مہینے۔ کس راستہ سے؟
راہِ کابل۔ چرا براہِ دریا نیامدید؟ راہِ دریا خطر دارد۔ بجہازِ دُودی
کابل کے راستہ سے۔ بحری راستہ سے کیوں نہیں آئے؟ بحری راستہ خطرناک ہوتا ہے مشین سے چلنے والے جہاز
وسعت نہ داشتم۔ آغا بملکِ شما راہِ خشکی از دریا خطرناک تر ست۔
کی گنجائش نہیں تھی۔ جناب تمہارے ملک کا خشکی کا راستہ بحری راستہ سے زیادہ خطرناک ہے۔

کسانیکہ می روند سر بہ کف می روند۔ کابل ازیں جا یک ماہ راہ باشد؟
جو لوگ جاتے ہیں سر ہتھیلی پر رکھ کر جاتے ہیں۔ کابل یہاں سے ایک مہینہ کی مسافت پر ہوگا؟
خیر کمتر ست۔ از پشاور تا لاہور دہ روزہ راہ ست۔ اگر منزل بہ منزل گیرید
نہیں اس سے کافی کم ہے۔ پشاور سے لاہور تک دس روز کی مسافت ہے اگر ہر منزل پر ہی رکو۔
و اگر سر ڈاک روید فقط سہ روز۔ باز، از پشاور تا کابل دوازدہ روز۔ اینجا کجا منزل
اور اگر ڈاک کے راستہ سے جاؤ تو صرف تین دن۔ پھر پشاور سے کابل تک بارہ دن۔ اس جگہ کہاں
گرفتید؟ نزدیک بسرائے مکانے گرفتہ ام۔ تنہا ہستید؟ عیال ہمراہ دارید؟
ٹھہروگے؟ سرائے سے نزدیک ایک مکان لیا ہے اکیلے ہو؟ بال بچے ساتھ ہیں؟
چرا بغریب خانہ تشریف نیاوردید؟ ایں کیست کہ ہمراہِ شماست؟ رفیقِ راہ ست
غریب خانہ پر تشریف کیوں نہیں لائے؟ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ رفیق سفر ہے۔
چہ کارہ ست؟ صفاہانی ست، قنّادی میکند۔ بلے از نشست و برخاستش دریافتہ
کیا کام کرتا ہے؟ اصفہان کا رہنے والا ہے مٹھائی بناتا ہے۔ ہاں میں نے اس کے اٹھنے بیٹھنے سے معلوم
بودم کہ اصلش از خاکِ صفاہان ست۔ ہندوستاں عجب خاکِ دامنگیر دارد
کرلیا تھا کہ وہ اصفہانی ہے۔ ہندوستان کی مٹی میں عجیب کشش ہے
جائیکہ آدم بنشیند دگر دل بر نمی خیزد۔ سبحان اللہ! ہندوستان جنت نشاں اگرچہ
جس جگہ کوئی شخص رہنے لگا دوسری جگہ کو دل نہیں چاہتا۔ سبحان اللہ! نمونۂ جنت ہندوستان اگرچہ
تابستانش جہنم ست، مگر زمستانش بر جگر کشمیر داغ می نہد۔ امنے کہ درینجاست
اسکی گرمی دوزخ ہے، مگر اس کی سردی کشمیر کے جگر کا داغ ہے۔ جو امن و سکون یہاں ہے
بہفت کشورے ندیدم۔
سات ملکوں میں نظر نہیں آیا۔

﴿نوکروں سے ضروری باتیں﴾

خانۂ آغا جعفر می دانی؟ ایں رقعہ بدہ و صبر کن تا جوابے بدہند۔ اگر در خانہ نباشند
تو آغا جعفر کا گھر جانتا ہے؟ یہ پرچہ دے کر جواب کا انتظار کر اگر گھر میں نہ ہوں

پیشِ خدمت رابدہ وزود تر واپس بیا۔ روپیہ بگیر و پیسہ بیار۔ ہنوز صراف دکان
تو خدمت گار کو دے بہت جلد واپس ۔ روپیہ پکڑ اور پیسہ لا۔ ابھی بدلنے والے نے دوکان
نکشادہ۔ چند تا پیسہ بر آوردی؟ روپیہ قلب ست۔ صراف نمی گیرد۔
نہیں کھولی۔ تو کتنے پیسے لایا؟ روپیہ کھوٹا ہے۔ صراف نہیں لیتا۔
خیر دیگر ببَر۔ کتابِ روزنامچہ و قلمداں زیرِ کرسی بگذار پیشِ خدمتِ شماچہ
خیر دوسرا لے۔ روزنامچہ کا رجسٹر اور قلمدان کرسی کے نیچے رہنے دے۔ تمہارا خدمت گار کیا
مواجب می گیرد۔ نان و ششماہہ رخت۔ ایں را پنج روپیہ شہریہ می دہم کفش مرا
تنخواہ لیتا ہے۔ روٹی اور ششماہی کپڑے۔ اسکو پانچ روپیہ ماہانہ دیتا ہوں۔ میرا جوتا
پاک کن۔ امروز صحنِ خانہ راکس جاروب نہ کردہ۔ بیائید۔ فرش را بتکانید۔
پاک کر۔ آج صحن میں جھاڑو نہیں دی۔ آؤ! فرش کو جھاڑو۔
برَو سقہ راہمراہِ خود بیار۔ بگو آب تنک باشد۔ کہ زمین شُل نہ شود
جا، سقہ کو اپنے ساتھ لا۔ کہو تھوڑا پانی چھڑکے۔ کہ کیچڑ نہ ہو جائے۔
دو پیسہ بہ حجّام بدہ۔ پیسہ ندارم۔ سائیس را بگو کہ اسپ عربی را زین کند
دو روپیہ حجام کو دے۔ میرے پاس پیسہ نہیں۔ گھوڑے کے محافظ سے کہہ کہ عربی گھوڑے پر زین کس دے
بگی نیارد۔ امروز برَ و اسپ سوار می شوم۔ بگو سازِ انگریزی بہ بندد اسپہائے ہندی
بگی نہ لائے۔ آج گھوڑے کی سواری کروں گا۔ کہو انگریزی ساز روک دے۔ ہندوستانی گھوڑے
بسیار سرکش می باشند۔ بریں اسپ سمند روزے سوار شدم ایں قدر شوخی کرد کہ
بہت سرکش ہوتے ہیں۔ اس زردی مائل گھوڑے پر میں سوار ہوا ہوں اس قدر شوخی کی کہ
از جاں بتنگ آمدم۔ زیں را درست کن۔ بہ بیں قاشِ زین کج بہ نظر می آید۔
جینا دو بھر ہو گیا۔ زین کو ٹھیک کر۔ دیکھ زین کا چھجہ ٹیڑھا معلوم ہوتا ہے؟
اسپِ کُمیت راچہ کردید؟ فروختم چالاک نبود۔ ایں سبزہ خیلے خوب ست۔
تم نے سرخ رنگ سیاہی مائل گھوڑے کا کیا کیا؟ بیچ دیا چست نہیں تھا۔ یہ سبز رنگ کا گھوڑا بہت اچھا ہے۔

بسیار تیز ست۔ مہمیز را ہم تاب نمی آرد۔ بہ چابک چہ رسد۔ چہ سبب ست فربہ
بہت تیز ہے۔ ایڑھ کی بھی تاب نہیں لاتا۔ چابک کی کیا نوبت آتی! کیا وجہ ہے موٹا
نمی شود۔ آب و دانۂ ہند بہ اسپہائے وَلایت موافق نمی آید۔ اسپِ چالاک
نہیں ہوتا۔ ہندوستان کا دانہ پانی ولایتی گھوڑوں کو موافق نہیں آتا۔ چست گھوڑا
گاہے فربہ نمی شود۔
کبھی موٹا نہیں ہوتا۔

﴿لباس اور کپڑوں کی باتیں﴾

بُقچہ بیار کہ امروز تبدیلِ لباس میکنم۔ کلاہ کجاست۔ قبائے قلمکاز ہم بکش۔
گٹھڑی لا کہ آج لباس بدل لوں۔ ٹوپی کہاں ہے؟ چھینٹ کی قبا(شیروانی) بھی لا۔
خفتانِ بانات بیار۔ پیراہن را بہ بیں، تکمہ ندارد۔ گریبانش تنگ ست
انگریزی قسم کا اونی کوٹ لا۔ لباس کو دیکھ۔ بٹن نہیں۔ اس کا گریبان تنگ ہے۔
بند در زیر جامہ بکش۔ آستینِ ایں پارہ شدہ۔ خیّاط را بدہ کہ رفو کند۔ بندہائے قبا
پاجامہ کا کمربند ڈال۔ اس کی آستین پھٹ گئی۔ درزی کو دے کہ رفو کردے۔ قبا کے بند
شکستہ اند، درخانہ بدہ کہ درست کنند۔ لباسِ دربار بدہ کہ وقت تنگ شدہ۔
ٹوٹ گئے ہیں۔ گھر میں ٹھیک کرنے کیلئے دیدے۔ دربار کا لباس دے کہ وقت تنگ ہوگیا۔
آئینہ پیش بگذار کہ عمامہ بر سر پیچم۔ بر خفتاں خیلے گرد نشستہ می تکانم حالا پاک
آئینہ سامنے رکھ کہ عمامہ سر پر لپیٹ لوں۔ کوٹ پر بہت گرد بیٹھ گئی جھاڑتا ہوں اب صاف
میشود۔ ایں بتکاندن پاک نمی شود۔ بُرش بگیر دستمالِ کرپاسی بدہ۔ آبریشمی
ہو جائیگا۔ یہ جھاڑنے سے صاف نہیں ہوتا۔ برش لے سوتی رومال دے۔ ریشمی کی حفاظت کر۔

﴿کھانے پینے کی باتیں﴾

بسم اللہ۔ جناب آغا! چہ بروقت رسدید! چاشت حاضر ست۔ بیائید، نوشِ جاں
بسم اللہ جناب عالی۔ کیا وقت پر پہونچے ہو۔ ناشتہ حاضر ہے۔ آیئے۔ نوش

بفرمائید۔ بندہ طعام خوردہ آمدہ ام‘ اشتہا ندارم۔ خیر چیزے اینجا ہم نوشِ جاں
فرمایئے۔ میں کھانا کھاکر آیا ہوں۔ مجھے خواہش نہیں۔ خیر یہاں بھی کچھ کھا
فرمائید۔ آخر نانِ اینجا بنانِ آنجا جنگ نمی کند۔ بسر شما قسم ست کہ سیر ہستم۔
لیجئے۔ یہاں کی روٹی وہاں کی روٹی سے نہیں لڑے گی تمہارے سر کی قسم کہ پیٹ بھرا ہوا ہے
شام دیر تر خوردہ بودم۔ میل ندارم۔ خیر ‘قدرے بخورید۔ یک دو لقمہ بیش
شام بہت کافی کھالیا تھا۔ کھانے کی خواہش نہیں۔ خیر تھوڑا سا کھالو۔ ایک دو لقمہ سے زیادہ
نخورید۔ بیائید بیائید! نان خشک می شود/ صبحِ مردانست از غذا انکار خوب نیست۔
نہ کھاؤ۔ آیئے آیئے۔ روٹی سوکھ رہی ہے۔ مردوں (بہادروں) کی صبح ہے کھانے سے انکار اچھا نہیں۔
نانِ گرم و آبِ خنک نعمت الٰہی ست۔ نظر قلی برو۔ یک پیسہ را ماست
گرم روٹی اور ٹھنڈا پانی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ نظر قلی جا ایک پیسہ کا دہی لا۔
بستاں قیماق ہم برائے چائے بگیر۔ آب خوردن بدہ۔ ہُشدار کہ نریزد۔
چائے کے واسطے بالائی بھی لا۔ پینے کے لئے پانی دے۔ ہوشیار کہ گر نہ جائے۔
آب گرم ست‘ برو آبِ تازہ از چاہ بیار۔ تابستانِ ہند ہمیں یک قباحت دارد۔
پانی گرم ہے۔ کنویں سے تازہ پانی لا۔ ہندوستان کے موسم گرما میں یہی ایک قباحت ہے۔
رکابیٔ پلاؤ پیشتر بگذار۔ نگاہ کن کاسۂ شوربا کج نشود۔ روغن بستہ شدہ۔
پلاؤ کی پلیٹ سامنے رکھ۔ دیکھ شوربہ کا پیالہ ٹیڑھا نہ ہو جائے۔ گھی جم گیا ہے۔
بلے! برکتِ زمستان ست۔ دیگداں گرم ست۔ زغال روشن کن۔ بمنقل گذاشتہ
ہاں سردی کی برکت ہے۔ چولہا گرم ہے۔ کوئلے جلاؤ۔ انگیٹھی میں ڈال کر
بیار۔ آتش گیر بمن بدہ۔ بگو قدرے چائے دم کنند۔ چائے حاضر ست۔ معاف
لا۔ چمٹا مجھے دے۔ کہہ کچھ چائے دم کریں۔ چائے حاضر ہے۔ معاف
دارید آغا! نمی خورم کہ خشکی می آرد۔ خیر از یک فنجان چہ می شود۔ قدرے شیر
کیجئے جناب! میں نہیں پیتا کہ خشکی پیدا کرتی ہے۔ خیر ایک چائے کی پیالی سے کیا ہوگا۔ تھوڑا سا دودھ

بینداز ید کہ خشکیش رامی برد۔ نبات تہ نشیں شدہ۔ چمچہ بدہ کہ بجنبانم بسیار
ڈال لو کہ اسکی خشکی دور ہو جائے۔ چینی نیچے بیٹھ گئی۔ چمچہ دے کہ ہلالوں۔ بہت
گرم ست۔ چلم پُر کن۔ میل بفرمائید۔ الطافِ شماکم نشود۔ قلیاں
گرم ہے۔ چلم بھر دے۔ نوش کیجئے۔ آپ کی عنایات کم نہ ہوں۔ حقہ
پیشِ جنابِ آغا بگذار۔ دودے کردہ بدہ۔
جناب والا کے سامنے رکھ۔ سلگا کر دے۔

﴿خرید و فروخت کی باتیں﴾

میوہ فروش حاضر ست۔ بیارید ' کجاست؟ انار یک سیر بچند می دہی؟ سیر دہ آنہ '
میوہ بیچنے والا حاضر ہے۔ بلاؤ کہاں ہے؟ ایک سیر انار کتنے کے ہیں؟ ایک سیر دس آنے کے ہیں۔
سیب روپیہ راچند؟ بست و پنج۔ خدارا ببیں بابا راست بگو' آغا ہنوز دست ہم
سیب ایک روپے کے کتنے ہیں؟ پچیس۔ جناب اللہ کو حاضر و ناظر سمجھ کر سچ کہو۔ میں نے ابھی بونی بھی
نکردہ ام۔ از شما زیادہ نمی خواہم۔ انار سیرے ہشت آنہ و سیب روپیہ راسی دانہ
نہیں کی ہے۔ تم سے زیادہ نہیں لیتا۔ انار آٹھ آنہ سیر اور سیب ایک روپے کے تیس
می دہم۔ سیب خام ست۔ خیر پختہ است آغا۔ رنگش بہ بہ بینید ' بو لیش کنید۔
دیتا ہوں۔ سیب کچا ہے۔ نہیں جناب پکا ہے۔ اس کا رنگ دیکھو' اسے سونگھو
ازیں بہتر اد گرچہ خواہد بود؟ ہر چہ خام باشد مالِ من۔ بلے ' ملک ہند ست بابا۔
اس سے بہتر اور کیا ہوگا؟ جو کچا ہے وہ میرا ہے۔ بابا یہ ہندوستان ہے۔
ہر چہ خواہی۔ بگیر تا کابل برو۔ ببیں کہ ہمچوں سیب ہارا آنجا ئزو گو سفند ہم نمی
جو چاہے لے تا کہ کابل جائے۔ دیکھو' اسطرح کے سیب وہاں بھیڑ بکری بھی نہیں
خورند۔ انارت شیریں ست یا تُرش؟ در قتی چیست؟ زعفران ست۔ یک تولہ
کھاتے۔ تیرا انار میٹھا ہے یا کھٹا؟ ڈبیہ میں کیا ہے؟ زعفران ہے۔ ایک تولہ
بچند آنہ مید ہی؟ ہشت آنہ بسیار گراں! خیر یک سخن دارم آغا۔
کتنے آنہ کا ہے؟ آٹھ آنہ کا بہت مہنگا۔ خیر ایک دام بتاتا ہوں جناب

از پنج آنہ کمتر نمی دہم۔ ایں قدر گراں جانی مکن بابا کہ میگیر د؟ خیر مردم بآرزو
پانچ آنہ سے کم میں نہیں دونگا۔ بابا۔ اتنا مہنگا نہ بیچ کتنے میں لیتا ہے؟ خیر لوگ شوق سے
می برند۔ کہنہ شدہ حرفِ مرا گوش کن در گراں فروشی نفع نیست۔ اگر ارزاں
لے جائینگے۔ بوڑھا ہو گیا میری بات یاد رکھ مہنگا بیچنے میں فائدہ نہیں ہے۔ اگر سستا
می فروشی بسیار می فروشی وبسیار نفع می بری۔ خیر گفتۂ شما بجاں منظور ست بگیرید۔
بیچے گا بہت بکری ہو گی اور زیادہ نفع حاصل ہو گا۔ خیر لے لو تمہاری بات بہر طور منظور ہے۔
پنج تولہ میخواہم۔ وزن کن۔ ترازوئے مثقالی ندارم ایں نافہ ست؟ یک نافہ بچہ
پانچ تولہ لینا ہے۔ تول لے۔ میرے پاس کانٹا نہیں یہ مشک کی تھیلی ہے؟ ایک نافہ کی
قیمت میدہی؟ ہفت روپیہ۔ پناہ بخدا ایک حرف دارم آغا۔ از پنج روپیہ کم نیست۔
قیمت کتنی ہے؟ سات روپیہ۔ اللہ کی پناہ۔ ایک دام بتاتا ہوں جناب پانچ روپیہ سے کم نہیں ہے۔
اکنوں من ہم بگویم۔ بفرمائید اگر چار روپیہ می گیری بگیر۔ ورنہ اختیار داری۔
اب میں بھی کہتا ہوں فرمائیے۔ اگر چار روپیہ لینے ہوں تو لے لو۔ ورنہ اختیار ہے۔
بامانِ خدا۔ خیر بگیرید۔ ہر چہ پسندِ شما باشد بردارید۔ خود دودانہ چیدہ بدہ۔
اللہ کی امان میں خیر لے لو۔ جو کچھ تمہیں پسند ہو لے لو۔ اپنے آپ دو دانہ منتخب کر کے دیدو۔
ہمہ اش یکساں است سر موئے فرق نیست۔ فیروزہ داری؟ بلے حالا
سب یکساں ہیں بال برابر فرق نہیں ہے۔ تیرے پاس فیروزہ (قیمتی پتھر) ہے؟ ہاں ابھی
از نیشاپور رسیدہ۔ انگشترش از نقرہ ست یا سرب؟ از نقرہ
نیشاپور سے آئے ہیں اس کی انگوٹھی چاندی کی ہے یا رانگ کی؟ چاندی کی ہے۔

﴿رات کا وقت﴾

آفتاب بمغرب رفت۔ اکنوں شام شد۔ شفق ہم طرف شد۔ چراغ روشن کن۔
سورج مغرب میں چلا گیا (ڈوب گیا) اب شام ہو گئی شفق (آسمان کی سرخی) بھی غائب ہو گئی۔ چراغ روشن کر۔
شمع روشن کن۔ چراغ روشنی کمتر دارد۔ روغن در چراغ بریز کہ خاموش نہ شود۔
شمع جلاؤ۔ چراغ کی روشنی کم ہے۔ چراغ میں تیل ڈال کہ گل نہ ہو جائے۔

گل بگیر۔ سر فتیلہ راپیش کن۔ ببیں ستارہ ہاچہ طور گرد ماہ صف زدہ اند۔
گل کتر کے بتی ابھار دے۔ دیکھو ستارے کس طرح چاند کے چاروں طرف صف بستہ ہیں۔
ماہ ہالہ بر آوردہ است۔ البتہ دلیل باراں ست۔ اکنوں شبِ ماہ ست۔ مہتاب
چاند نے ہالہ بنایا ہے۔ یقیناً بارش کی علامت ہے۔ اب چاند رات ہے۔ چاند
عجب لطفے دارد! ماہِ چاردہم بدر ست۔ خیر پنج روزہ روشنی ست باز ہماں
عجیب لطف رکھتا ہے۔ مہینہ کی چودہ تاریخ کا چاند بدر (پورا چاند) ہوتا ہے خیر پانچ دن روشنی ہے پھر وہی
شب تار و جہانِ تاریک۔ اجازت ست؟ حالا رخصت می شوم۔ کجا می روید؟
اندھیری رات اور تاریک دنیا۔ اجازت ہے؟ اب میں جاتا ہوں۔ کہاں جاتے ہو؟
وقت' وقتِ رفتن نیست۔ ہمیں جا خواب کنید۔ شب بسیار گذشت۔
یہ وقت جانے کا وقت نہیں ہے۔ اسی جگہ سو جاؤ۔ رات بہت گذر گئی۔
برائے جناب آغا فرشِ خواب بینداز۔ توشک را بتکاں لحاف را پائیں بہ گذار
جناب عالی کے واسطے بستر بچھاؤ۔ توشک کو جھاڑ دو۔ لحاف کو پائتی پر رکھ
شما کجا خواب می کنید؟ ہمیں جا۔ از شب چہ خبر ست؟ البتہ سہ پاسے از شب
تم کہاں سوؤ گے؟ یہیں سوؤنگا۔ رات کی کیا خبر ہے؟ یقیناً رات کے تین پہر
گذشتہ یک نیم پاس باشد۔ اِمروز مرا زُود تر خواب گرفت۔ چراغ را کنارہ بگذار
گذر گئے ایک آدھا پہر باقی ہوگا۔ آج مجھے جلد نیند آگئی۔ چراغ ایک طرف رکھ۔
شمعدان سرِ طاقچہ بنہ۔ کلید را زیرِ بالینم بماں۔ دروازہ راپیش کُن۔ چوں
شمعدان طاق کے منہ پر رکھ۔ کنجی میرے تکیہ کے نیچے رکھ۔ دوازدہ بند کر۔ جب
پارۂ از شب گذرد' مرا بیدار کن، کہ چیزے نوشتن دارم چشم گربہ را دیدید؟
رات کا کچھ حصہ گذر جائے مجھے بیدار کر۔ کہ مجھے کچھ لکھنا ہے۔ بلّی کی آنکھ دیکھتے ہو؟
ما ایں راپشک می گوئیم۔ از قسم براق ست۔ دو تا بچہ ہم دارد۔ تماشا کنند
ہم اسکو بلی کہتے ہیں۔ براق کی قسم سے ہے۔ اسکے دو بچہ بھی ہیں۔ تماشا کرتے ہیں۔

چہ باز یہا می کنند؟ دست بر پشتش کشید خوش می شود۔ غُر غُر می کند۔ ہمیں
کیسے کھیلتے ہیں؟ ہاتھ اسکی پیٹھ پر رکھو تو خوش ہوتی ہے۔ غُر غُر کرتی ہے۔ یہی
نشانِ محبتش ہست۔ بگذار کہ بدود۔ بہ دہن چہ دارد؟ موشکے باشد۔ مگذار کہ
اسکی محبت کی علامت ہے۔ چھوڑ کہ دوڑے۔ منہ میں کیا ہے؟ کوئی چوہا ہوگا۔ مت چھوڑ کہ
سر فرش بیاید۔ فرش خراب میشود۔ بدرش کن۔ گربہ مسکیں جانورے ست۔
فرش پر آجائے۔ فرش خراب ہوجائے گا۔ اسے باہر کر۔ بلّی مسکین جانور ہے۔
بلے! پیش شما مسکین ست۔ از موش و کنجشک پرسید۔ بچہ را دیدم گربہ را آزار داد۔
ہاں تمہارے سامنے مسکین ہے۔ چوہے اور چڑیا سے پوچھو میں نے ایک بچہ کو بلی کو ستاتے ہوئے دیکھا۔
دُمش محکم گرفت۔ گربہ پنجہ زد کہ خون از دیدۂ طفل بچکید۔ ناخنِ گربہ
اسکی دم مضبوط پکڑلی۔ بلی نے پنجہ مارا تو خون بچہ کی آنکھ سے ٹپکنے لگا۔ بلّی کے ناخن
قہر خداست۔ کم از خنجر خونریز نیست۔ کارے کہ از گربہ می آید از شیر نمی آید۔
قہر خداوندی ہے۔ خونریز خنجر سے کم نہیں۔ جو کام بلی کرلیتی ہے شیر سے نہیں ہوتا
سگ را نگاہ کنید۔ چہ محبت میکند! بہ بینید' چہ طور دُمش می جنباند! نشان محبتش
کتے کو دیکھو۔ کتنی محبت کرتا ہے! دیکھو کس طرح اپنی دم ہلاتا ہے! اسکی محبت کا نشان
ہمین ست۔ خویش و بیگانہ را خوب می شناسد۔ دوست و دشمن خوب می داند۔
یہی ہے۔ اپنے اور پرائے کو خوب پہچانتا ہے۔ دوست اور دشمن کو خوب جانتا ہے۔
یک وصفش قناعت ست کہ برابر صد وصف ست۔ یک استخوانش بس ست۔
اسکی ایک خوبی قناعت (تھوڑے) پر صبر ہے۔ جو سو خوبیوں کے برابر ہے۔ ایک ہڈی اسے کافی ہے
صدا ایش ی کنم دویدہ می آید۔ بشما آشنا شدہ۔ دست دہنش مکنید کہ می گزد۔
اسے آواز دیتا ہوں دوڑ کر آتا ہے۔ تمہارے سے مل گیا ہے۔ اسکے منہ میں ہاتھ مت دو کہ کاٹ لیتا ہے
دُمش مگیرید کہ خوشش نمی آید۔ مگذار کہ دردں بیاید۔ روزے بصحرا بردم
اسکی دم نہ پکڑو کہ اسے اچھی نہیں لگتی۔ مت چھوڑ کہ اندر آجائے۔ ایک دن جنگل لے گیا

وسر گربہ کشی روز اوّل بود؟ ہماں نقلِ گربہ و موش بود۔ شادی رادیدی؟
اور بھیڑ یئے کے سر کو اسکا سر دے دیا کیا کہوں؟ وہی بلی اور چوہے کی مثال تھی۔ بندر کو دیکھتا ہے؟
بوزنہ فارسی کتابی ست۔ ببیں سر دیوار نشستہ۔ دست پیشش مکن کہ می زند۔
بندر کی کتابی فارسی بوزنہ ہے۔ دیکھ دیوار پر بیٹھا ہے۔ ہاتھ اسکے آگے مت کر کہ کاٹ لیگا۔
بد جانوریست۔ مراحر کا تش خیلے خوش می آید۔ چہ قدر بآدم می ماند۔ چہ صورتہا
براجانور ہے۔ مجھے اسکی حرکتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ کیسے آدمی کیساتھ رہتا ہے۔ کیسی شکلیں
می سازد کہ خندہ می آید۔ ابر سیاہے از جانب شمال بر خاستہ۔ البتہ خواہد بارید۔
بناتا ہے کہ ہنسی آتی ہے۔ کالا بادل شمال کی طرف سے اٹھا ہے۔ یقیناً برسے گا۔
برق ہم می تابد۔ دویدہ بیائید۔ قدم بردارید۔ پیش از باریدن بخانہ برسیم۔
بجلی بھی چمک رہی ہے۔ دوڑ کر آؤ۔ قدم اٹھاؤ۔ برسنے سے پہلے گھر پہونچ جائیں۔
اینک دررسید۔ حالا زور آورد۔ بیائید! بد کانے پناہ گیریم تاتر نشویم۔ آب
یہ تھوڑی بارش شروع ہوگئی۔ اب زور سے ہوگی۔ آؤ کسی دوکان میں پناہ لیں تاکہ بھیگ نہ جائیں۔ پانی
زور می بارد اکنوں اِستاد۔ حالا کم شد۔ ہنوز ناوہ جاری ہست۔ زمیں ہمہ گلِ شد
زور کا برس رہا ہے۔ اب ٹھہر گیا۔ اس وقت کم ہوگیا۔ ابھی پرنالہ چل رہا ہے۔ ساری زمین کیچڑ بن گئی
سوئے مشرق نگاہ کنید۔ قوسِ قزح بر آمدہ۔ بہ بہ خوش رنگہا دارد۔ ایں روشنی
مشرق کی جانب دیکھو۔ دھنک نکل آئی۔ واہ واہ اچھا رنگ رکھتی ہے۔ یہ روشنی
وصدائے مہیب چہ بود؟ ایں برق ست ورعد۔ صاعقہ ست کہ سر مردم
اور خوفناک آواز کیسی تھی؟ یہ بجلی ہے اور کڑک۔ بجلی ہے کہ آدمی کے سر پر
می افتد وہلاک می کند۔ پناہ بخدا۔ الٰہی از آسیبش نگہدار۔ بارش رحمت الٰہی
گرتی ہے اور ہلاک کردیتی ہے۔ اللہ کی پناہ۔ اے اللہ اسکی تکلیف سے محفوظ رکھ۔ بارش اللہ کی رحمت
ست۔ اکنوں گیاہ می روید۔ روئے زمیں ہمہ سبز می شود۔ گلبن گل می کند۔
ہے۔ اب گھاس اگ رہی ہے۔ ساری زمین ہری ہوگئی۔ پھول کھل گئے۔
درخت ثمر می بندد۔ غلہ پیدا می شود۔
درخت پھل دے رہا ہے۔ غلہ پیدا ہو رہا ہے۔

حکایت اوّل

روزے بادشاہے مع شاہزادہ بشکار رفت' چوں ہوا گرم شد بادشاہ
ایک دن بادشاہ شاہزادہ سمیت شکار کے لئے گیا۔ جب ہوا گرم ہوئی بادشاہ
وشاہزادہ لبادۂ خود را بر دوشِ مسخرہ نہادند۔ بادشاہ تبسم کرد و گفت اے اور شاہزادے
نے اپنا لبادہ مسخرہ کے کاندھے پر رکھ دیا۔ بادشاہ نے مسکراکر کہا اے
مسخرہ! بر تو بارِ یک خر ست۔ گفت بارِ دو خر
مسخرہ! تیرے اوپر ایک گدھے کا بوجھ ہے۔ وہ بولا دو گدھوں کا بوجھ

حکایتِ دوم

شیرے و مردے دریک خانہ تصویرِ خود ہا دیدند۔ مردِ شیر را گفت می بینی
ایک شیر اور آدمی نے ایک گھر میں اپنی تصویر دیکھی۔ آدمی نے شیر سے کہا کہ انسان کی
شجاعتِ انساں کہ شیر را تابع کردہ است۔ شیر گفت' مصور ایں انسان ست
بہادری دیکھتا ہے کہ شیر کو تابع و فرمانبردار بنالیا ہے۔ شیر نے کہا اس تصویر کا بنانیوالا انسان ہے
اگر شیر مصور بودے ایں چنیں نبودے
اگر تصویر بنانیوالا شیر ہوتا تو یہ اس طرح نہ ہوتا۔

حکایتِ سوم

شخصے مرتبہ بزرگ یافت۔ دوستے برائے تہنیت نزدِ اور فت۔ آں شخص پُرسید
کسی شخص کو عہدہ نصیب ہوا۔ اس کا دوست مبارکباد کے لئے گیا۔ اس شخص نے پوچھا
کیستی؟ وچرا آمدۂ؟ دوستِ اوِ شرمندہ گردید و گفت مرا نمی شناسی دوستِ قدیم توام
تو کون ہے؟ اور کیوں آیا ہے؟ اس کا دوست شرمندہ ہو کر بولا۔ مجھے نہیں پہچانتا تیرا پرانا دوست ہوں۔
برائے تعزیت نزدِ تو آمدہ ام شنیدہ ام کہ کور شدۂ
تعزیت کے خاطر تیرے پاس آیا ہوں میں نے سنا ہے کہ تو اندھا ہو گیا ہے

حکایتِ چہارم

طبیبے ہر گاہ بگورستاں رفتے چادر بر سر و رُوئے خود کشیدے، مردماں پرسیدند
ایک طبیب جب قبرستان جاتا سر اور چہرہ چادر سے ڈھانپ لیتا۔ لوگوں نے پوچھا
کہ سبب ایں چیست؟ گفت از مردگانِ ایں گورستاں شرم می کنم زیرا کہ
کہ اسکی کیا وجہ ہے؟ بولا۔ اس قبرستان کے مُردوں سے مجھے شرم آتی ہے کیونکہ یہ میری
از دوائے من مُردہ اند
دوا سے مرے ہیں۔

حکایتِ پنجم

درویشے نزدِ بخیلے رفت و چیزے سوال کرد۔ بخیل گفت، اگر یک سخن من
کوئی درویش کسی بخیل کے پاس گیا اور ایک چیز کا سوال کیا۔ بخیل نے کہا اگر تو میری ایک بات
قبول کنی ہر چہ بگوئی خواہم داد۔ دُرویش پُرسید آں سخن چیست؟ گفت گاہے چیزے
مان لے تو جو تو کہے دوں گا۔ درویش نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے؟ بولا کبھی کوئی چیز
از من مخواہ، دیگر ہر چہ بگوئی بکنم
مجھ سے نہ مانگ اور جو کچھ تو کہے گا کرونگا

حکایتِ ششم

شخصے از افلاطون پُرسید کہ سالہائے بسیار در جہاز بودی و سفر دریا کردی در دریا
کسی شخص نے افلاطون سے پوچھا کہ تو نے برسوں جہاز اور دریا کا سفر کیا دریا میں
چہ عجائب دیدی؟ گفت عجب ہمیں بود کہ از دریا بکنار سلامت رسیدم۔
کیا عجائبات دیکھے؟ بولا عجیب بات یہی تھی کہ دریا سے کنارہ پر سلامتی سے پہونچ گیا

حکایتِ ہفتم

شاعرے تونگر را مدح کرد ہیچ نیافت پس ہجو کرد۔ تونگر او را ہیچ نگفت روزِ دیگر
کسی شاعر نے کسی مالدار کی تعریف کی، کچھ نہ ملا پھر ہجو کی، مالدار نے اسے کچھ نہ کہا دوسرے دن
شاعر بر دروازہ اُو رفت و نشست۔ تونگر گفت، اے شاعر مدح کردی ہیچ نہ دادم،
شاعر اسکے دروازہ پر پہونچکر بیٹھ گیا مالدار نے کہا اے شاعر تو نے تعریف کی میں نے تجھے کچھ نہ دیا۔
مذمت کردی ہیچ نہ گفتم، حالا چرا نشستہ؟ گفت حالا میخواہم کہ اگر بمیری مرثیہ تو ہم بگویم۔
تو نے برائی کی تو میں نے کچھ نہ کہا اب کس لئے بیٹھا ہے؟ بولا اب میں چاہتا ہوں کہ اگر تو مرجائے تو تیرا مرثیہ بھی کہوں۔

حکایتِ ہشتم

شخصے دستارِ دُرویشے گرفت و گریخت۔ دُرویش بگورستاں رفت و نشست
کوئی شخص کسی درویش کا عمامہ لے کر بھاگ گیا۔ درویش قبرستان میں جاکر بیٹھ گیا
مردماں اُورا گفتند کہ آں شخص دستارِ ترا بطرفِ باغے بُرد، بر درِ گورستاں چرا نشستہ؟
لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ آدمی تیرا عمامہ باغ کی طرف لے گیا قبرستان کے دروازہ پر کیوں بیٹھا ہے؟
وچہ میکنی؟ گفت، او نیز آخر اینجا خواہد آمد ازیں سبب اینجا نشستہ ام
اور کیا کرتا ہے؟ درویش بولا۔ وہ بھی آخر کار یہاں آئے گا۔ اسی وجہ سے یہاں بیٹھا ہوں

حکایتِ نہم

شخصے در خواب باشیطاں ملاقات کرد۔ یک سیلی بر روئے اُو زد و ریشِ
کسی شخص نے خواب میں شیطان سے ملاقات کی۔ ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا اور اسکی داڑھی
او را گرفت و گفت، اے ملعون دشمنِ ما ہستی و برائے فریب دادنِ ما مردماں
پکڑ کر کہا، اے ملعون تو ہم لوگوں کا دشمن ہے اور ہم لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے
ریش دراز می داری۔ چوں سیلی دیگر بر روئے اُو زد، بیدار شد و ریشِ خود را در
لانبی داڑھی رکھتا ہے۔ جب دوسرا طمانچہ اسکے منہ پر مارا، بیدار ہو گیا اور اپنی داڑھی اپنے

دست خود دیدہ شرمندہ گردید و بر خود خندید

ہاتھ میں دیکھ کر شرمندہ ہوااور اپنے آپ پر ہنسنے لگا۔

حِکایت دہم

شخصے با بخیلے دوستی داشت' روزے بخیل را گفت کہ حالا بسفر می روم'

کسی شخص کی ایک کنجوس سے دوستی تھی، ایک دن کنجوس سے کہا کہ اسوقت میں سفر میں جارہاہوں

انگشتری خود مارابدہ آنرا نزدِ خود خواہم داشت، ہرگاہ اُورا خواہم دید ترلیاد خواہم کرد۔

اپنی انگوٹھی مجھے دیدے۔اسے اپنے پاس رکھوں گا۔ جب بھی اسے دیکھوں گا تجھے یاد کروں گا۔

جواب داد کہ اگر مرلیاد داشتن می خواہی، ہرگاہ انگشتِ خود خالی بینی مرلیاد کن

کنجوس نے جواب دیا کہ اگر مجھے یادرکھنا چاہتاہے۔جسوقت اپنی انگلی خالی دیکھے مجھے یاد کر

کہ انگشتری از فلاں خواستہ بودم، نداد۔

کہ فلاں سے انگوٹھی مانگی تھی۔ نہیں دی۔

حِکایت یازدہم

روزے شاعرے تقصیر کرد۔ بادشاہ جلاّد را فرمود کہ روبروئے من اُورا بکش

ایک شاعر سے غلطی ہوگئی۔ بادشاہ نے جلاّد سے کہاکہ اسے میرے سامنے مارڈال

لرزہ براندامِ شاعر افتاد' ندیمے اُورا گفت ایں چہ نامردی و بجگریست'

شاعر کے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔بادشاہ کے ایک ندیم وہمنشین نے اس سے کہایہ کیا بزدلی ونامردی ہے،

مرداں گاہے ایں چنیں نمی ترسند۔شاعر گفت اے ندیم اگر مردی بیا، بجائے من

مرد کبھی اس طرح نہیں ڈرتے۔ شاعر نے کہااے ندیم اگر تومرد ہے توآکر میری جگہ

بنشیں تا من برخیزم۔باشاہ ایں لطیفہ پسندید و خندید و تقصیرِ اُو معاف فرمود

بیٹھ جا، تاکہ میں اٹھ جاؤں۔بادشاہ کو یہ لطیفہ پسند آیااور ہنس کراس کاقصور معاف کردیا۔

حکایتِ دوازدہم

بادشاہے در خواب دید، تمام دندانہائے او افتادہ اند۔ از منجّم تعبیر آں پرسید
کسی بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اسکے سارے دانت گر گئے ہیں۔ نجومی سے اس کی تعبیر پوچھی
گفت کہ ہمہ اولاد و اقارب بادشاہ روبروئے بادشاہ خواہند مُرد، بادشاہ در خشم شد
بولا۔ کہ بادشاہ کی ساری اولاد اور رشتہ دار اس کے سامنے مر جائیں گے۔ بادشاہ نے غضبناک ہو کر
و منجم را قید کرد۔ و منجم دیگرے را طلبید و تعبیر آں خواب پرسید، عرض کرد کہ از ہمہ
نجومی کو قید کر دیا، اور دوسرے نجومی کو بلا کر اس خواب کی تعبیر پوچھی، اس نے عرض کیا کہ بادشاہ
اولاد و اقارب، بادشاہ زیادہ تر خواہد زیست۔ بادشاہ ایں لطیفہ پسندید۔ و انعام داد۔
ساری اولاد و رشتہ داروں سے زیادہ زندہ رہے گا۔ بادشاہ کو یہ تعبیر پسند آئی اور انعام سے نوازا۔

حکایتِ سیزدہم

شخصے پیشِ یکے نویسندہ رفت و گفت خطے بنولیس، گفت، پائے من درد می کند۔
کوئی شخص کسی لکھنے والے کے پاس جا کر بولا۔ ایک خط لکھ۔ وہ بولا کہ میرے پاؤں میں درد ہے
آں شخص گفت، ترا جائے فرستادن نمیخواہم کہ چنیں عذر می کنی۔ جواب داد کہ ایں
شخص بولا کہ میں تجھے کسی جگہ بھیجنا نہیں چاہتا کہ اسطرح کا عذر کر رہا ہے۔ وہ بولا
سخنِ تو راست است۔ لیکن ہر گاہ کہ برائے کسے خط نویسم طلبیدہ می شوم
تیری یہ بات صحیح ہے۔ لیکن جب بھی میں کسی کے لئے خط لکھتا ہوں اسے پڑھنے کیلئے
برائے خواندن آں، زیرا کہ دیگر شخص خطِ من خواندن نمی تواند
بلایا جاتا ہوں، اسلئے کہ دوسرا شخص میرا خط نہیں پڑھ سکتا

حکایتِ چہاردہم

دُرویشے تقصیر بزرگ کرد پیش حبشی کوتوال بردند۔ کوتوال کرد کہ تمام
کسی درویش سے بڑی غلطی سرزد ہو گئی۔ حبشی کوتوال کے سامنے لیکئے کوتوال نے حکم دیا کہ

رُوئے درویش سیاہ کنید و در تمام شہر بگردانید، درویش گفت اے کوتوال! نصف
درویش کا سارا چہرہ کالا کر کے پورے شہر میں گھماؤ۔ درویش نے کہاکہ اے کوتوال! میرا آدھا
روئے من سیاہ کن ورنہ ہمہ مردمانِ شہر خواہند دانست کہ حبشی کوتوال ہستم۔ کوتوال
چہرہ کالا کر ورنہ سارے شہر کے لوگ مجھے حبشی کوتوال سمجھیں گے۔ کوتوال
ازیں سخن خندید و تقصیر درویش معاف کرد
کو اس بات پر ہنسی آگئی اور درویش کی غلطی معاف کر دی

حکایتِ پانزدہم

شاعرے مسکیں پیشِ توانگرے رفت و چناں نزدیکِ اُو نشست کہ میانِ شاعر
غریب شاعر کسی مالدار کے پاس جاکر اس سے اس قدر قریب بیٹھ گیا کہ شاعر
و توانگر از یک وجب زیادہ تفاوت نبود۔ توانگر ازیں سبب برہم شد و روئے تُرش کرد
اور مالدار کے درمیان ایک بالشت سے زیادہ تفاوت نہ رہا۔ مالدار نے اس بناء پر برہم ہو کر ترش روئی سے
دپرسید کہ درمیانِ تو و خر چہ تفاوت ست؟ گفت، بقدر یک وجب توانگر ازیں
پوچھاکہ تیرے اور گدھے کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ شاعر بولا ایک بالشت کے بقدر مالدار اس
جواب بسیار خجل شد و عذر نمود۔
جواب سے بہت شرمندہ ہوا اور معذرت کی۔

حکایتِ شانزدہم

آوردہ اند کہ حضرت آدم علیہ السلام چوں در بہشت گندم تناول نمود و لباسہائے
کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں گیہوں کھالیا اور وہ لباس
کہ پوشیدہ بود از تنِ اُو فرو ریخت، و بچپ و راست می گریخت، و در زیرِ ہر درخت
جس سے بدن چھپا ہوا تھا ان کے بدن سے گر گیا، اور وہ دائیں بائیں بھاگتے اور ہر درخت کے نیچے
پنہاں می شد خطاب رسید کہ اے آدم! از ما می گریزی؟ گفت، نے خداوند تو
چھپتے تو اللہ تعالی نے خطاب فرمایاکہ اے آدمؑ۔ تم ہم سے بھاگتے ہو؟ حضرت آدمؑ نے عرض کیا نہیں اے رب تجھ سے

چگونہ گریزم و کجا تواں گریخت؟ اماّاز خطائے خود شرم می دارم۔
کس طرح بھاگوں اور کہاں بھاگ سکتا ہوں لیکن اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں

حِکایتِ ہفتدہم

اَعرابی شترے گم کردہ بود، سوگند خورد کہ چوں بیابم بیک درم بفروشم۔ چوں
کسی بدو کا اونٹ گم ہو گیا۔ قسم کھائی کہ جب ملے گا تو ایک درہم میں بیچ دوں گا۔ جب
شتر یافت از سوگندِ خود پشیماں شد۔ گربہ ٔ در گردن شتر آویخت و بانگ زد کہ شتر
اونٹ مل گیا تو اپنی قسم پر شرمندہ ہوا۔ بلّی اونٹ کی گردن میں لٹکا کر آواز دینے لگا کہ اونٹ
رابیک درم می فروشم و گربہ رابصد درم اماّاز یکدیگر جُدا نمی فروشم۔ شخصے در آنجا وارد
کو ایک درہم میں بیچتا ہوں اور بلّی کو سو درہم میں لیکن ایک کو دوسرے سے علیحدہ نہیں بیچتا۔ ایک شخص وہاں آکر
شد و گفت چہ ارزاں بودے اگر ایں شتر را قلادہ در گردن نبودے!
بولا کتنا سستا تھا اگر اس اونٹ کی گردن میں قلادہ (گردن کا ہار) نہ ہوتا۔

حِکایتِ ہیجدہم

نابینائے در شبِ تار چراغ در، دست و سبوئے بر دوش گرفتہ در بازار میرفت
ایک اندھا اندھیری رات میں چراغ ہاتھ میں اور صراحی کاندھے پر لئے بازار میں جارہا تھا۔
شخصے از وے پرسید، کہ اے احمق روز و شب در چشمِ تو یکسان ست۔ از چراغ ترا
ایک شخص نے اس سے پوچھا، کہ اے احمق تیرے لئے دن و رات برابر ہے۔ چراغ سے تجھے
فائدہ چیست؟ نابینا خندید و گفت، ایں چراغ برائے من نیست بلکہ برائے تست
کیا فائدہ ہے؟ اندھا ہنس کر بولا، یہ چراغ میرے واسطے نہیں ہے بلکہ تیرے واسطے ہے
تا در شبِ تار سبوئے مرا نشکنی۔
تاکہ اندھیری رات میں میری صراحی نہ توڑ دے۔

حکایتِ نوزدہم

بادشاہے از منجمے پرسید کہ چند سال از عمر من باقیست؟ گفت دہ سال، بادشاہ
کسی بادشاہ نے ایک نجومی سے پوچھا کہ میری عمر کے کتنے سال باقی ہیں؟ بولا دس سال، بادشاہ
بسیار متفکر گردید و ہمچو بیمار بر بستر افتاد۔ وزیر عاقل بود، منجم را روبروئے بادشاہ
بہت فکر مند ہوا اور بیمار کی طرح بستر پر پڑگیا۔ وزیر عقلمند تھا اس نے نجومی کو بادشاہ کے سامنے
طلبید و پرسید کہ چند سال از عمر تو باقیست؟ گفت بست سال، وزیر ہماں وقت
بلا کر پوچھا کہ تیری عمر کے کتنے سال باقی ہیں؟ نجومی بولا بیس سال۔ وزیر نے اسی وقت
از شمشیر منجم را روبروئے بادشاہ بقتل رسانید، بادشاہ خوشنود گردید و حکمت وزیر را
تلوار سے نجومی کو بادشاہ کے سامنے قتل کرادیا۔ بادشاہ خوش ہوا، وزیر کی حکمت (و تدبیر)
پسندید، و باز ہیچ سخنِ منجم نشنید۔
پسند کی اور پھر کسی نجومی کی بات نہیں سنی۔

حکایتِ بستم

نقاشے در شہرے رفت و آنجا پیشہ طبابت آغاز کرد، بعد چند روز شخصے از
کوئی پھول بوٹے بنانے والا کسی شہر میں گیا اور وہاں پہونچکر طبابت شروع کردی۔ چند دن کے بعد کوئی شخص
وطنِ اُو در آں شہر رسید و اورا دیدہ پُرسید کہ حالا چہ پیشہ میکنی؟ گفت طبابت۔ پرسید
اسکے وطن کا اس شہر میں پہونچا اور اس سے پوچھا کہ اب کیا کرتا ہے؟ وہ بولا طبابت۔ پوچھا
چرا؟ گفت از برائے آنکہ اگر دریں پیشہ تقصیرے می کنم خاک آنرا می پوشد۔
کیوں؟ وہ بولا۔ اسوجہ سے کہ اگر اس پیشہ میں غلطی کروں گا تو مٹی اسے چھپالے گی۔

حکایتِ بست و یکم

روزے شخصے باخود میگفت کہ ہرچہ در زمین و آسمان ست ہمہ برائے من ست
ایک شخص اپنے آپ سے کہہ رہا تھا کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب میرے واسطے ہے

خدا مرا بسیار بزرگ آفرید۔ در آں اثنا پشہ بر بینی او نشست و گفت ترا چنیں غرور
اللہ نے مجھے بہت بڑے مرتبہ کا پیدا کیا۔ اسی درمیان اسکی ناک پر مچھر بیٹھ کر بولا۔ تجھے اتنا غرور
نشاید زیرا کہ ہرچہ در زمین و آسمان ست خدا برائے آفرید لما مرا برائے من،
موزوں نہیں اسلئے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے پیدا کیا، تجھے میرے واسطے
ندانی کہ من از تو بزرگ ترام؟
تو نہیں جانتا کہ میں تجھ سے زیادہ بڑا ہوں؟

حکایت بست و دوم

بادشاہے دانشمندے را طلبید و گفت میخواہم کہ ترا قاضی ایں شہر کنم، دانشمند
ایک بادشاہ نے ایک عقلمند کو بلا کر کہا میں چاہتا ہوں کہ تجھے اس شہر کا قاضی بنادوں عقلمند
گفت لائق ایں کار نیستم۔ بادشاہ پرسید چرا؟ جواب داد کہ آنچہ گفتم اگر راست گفتم
نے کہا میں اس کام کے لائق نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کیوں؟ اسنے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کہا اگر سچ ہے
مرا معذور دارید، واگر دروغ گفتم پس دروغ گو را قاضی کردن مصلحت نیست
تو مجھے معذور سمجھئے۔ اور اگر جھوٹ کہا تو جھوٹ بولنے والے کو قاضی بنانا مصلحت نہیں
بادشاہ عذر دانشمند پسندید و اُو را معذور داشت
بادشاہ نے عقلمند کے عذر کو پسند کیا اور اسے صاحب عذر تسلیم کرلیا۔

حکایت بست و سوم

کوزے را گفتند، میخواہی کہ پشتِ تو راست شود یا پشتِ دیگر مرداں ہمچوں
ایک کبڑے سے لوگوں نے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ تیری پیٹھ سیدھی ہو جائے یا دوسرے لوگوں کی
پشتِ تو گوز گردد؟ گفت می خواہم کہ پشتِ دیگر مرداں کوز گردد۔ تا از آں چشم کہ
پیٹھ تجھ جیسی ہو جائے؟ کبڑا بولا میں چاہتا ہوں کہ دوسروں کی پیٹھیں ایسی ہی ہو جائیں تاکہ دوسروں

دیگراں مرا می بینند من آنہارا ہم بہ بینم
لوگ جسطرح مجھے دیکھتے ہیں میں بھی انکو دیکھوں۔

حکایتِ بست و چہارم

دانشمندے مُصاحبِ بادشاہ بود وموئے ریشِ خود میکند۔ روزے بادشاہ
کوئی عقلمند بادشاہ کا ندیم (ہمنشین) تھا اور اپنی داڑھی کے بال اکھاڑتا تھا۔ ایک دن بادشاہ
اورا گفت کہ اگر بار دیگر موئے ریش خواہی برکند، بر تو سیاست خواہم نمود۔ بعد
نے اس سے کہا کہ اگر پھر داڑھی کے بال اکھاڑے گا تو میں سزا دوں گا۔ چند دن
چند روز دانشمند کارے کرد کہ بادشاہ بَرُو مہربان گردید، اُورا گفت ہر چہ بخواہی
کے بعد عقلمند نے کوئی ایسا کام کیا کہ بادشاہ اس پر مہربان ہوگیا، اس سے کہا کہ جو تو چاہے تجھ کو
تُرا بخشم، دانشمند گفت ریشِ من مرا بہ بخش، دیگر ہیچ نمی خواہم، بادشاہ تبسّم کرد و گفت
عطاء کروں، عقلمند نے کہا میری داڑھی مجھے عطا کر۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔ بادشاہ نے ہنس کر کہا

اگر خوشیٔ تو در ہمین ست بخشیدم
اگر تیری یہی خوشی ہے تو میں نے بخش دی

حکایت بست و پنجم

دُزدے در مقامِ شخصے برائے دُزدیدن اسپ رفت، اتفاقاً گرفتار شد صاحب اسپ
کوئی چور کسی شخص کے یہاں گھوڑا چرانے گیا۔ اتفاق سے گرفتار ہوگیا گھوڑے کے مالک نے
دُزد را گفت اگر حکمتِ دزدیٔ اسپ مرا بنمائی تُرا آزاد بکنم۔ دُزد قبول کرد، نزدِ اسپ
چور سے کہا کہ اگر تو مجھے گھوڑا چرانے کی حکمت دکھائے تو تجھے چھوڑ دوں۔ چور نے قبول کیا۔ گھوڑے کے پاس
رفت و رَسنِ پائے اُو کشاد و بعد ازاں لگام داد پس بَر اسپ سوار شد و تیز راند و گفت:
گیا۔ اس کے پاؤں کی رسی کھول، پھر لگام لگا کر گھوڑے پر سوار ہو کر تیز رفتار کرتے ہوئے کہا۔
"ببیں، ایں طور دزدی می کنند"۔ مردماں ہر چند تعاقبِ او کردند نیافتند
"دیکھ اس طرح چوری کرتے ہیں۔" لوگوں نے ہر چند اس کا پیچھا کیا اسے نہ پایا

حکایت بست و ششم

شخصے بسیار مفلس بود، اسپے داشت، آنرا در اصطبل بست لیکن طرفے کہ سر اسپاں شود
ایک شخص بہت غریب تھا، ایک گھوڑا اسکے پاس تھا۔ اسے اصطبل میں باندھا مگر جس طرف گھوڑوں کے سر تھے
دُم اُو کرد۔ ونِدا در داد کہ اے مردماں' تماشائے عجیب بہ بینید کہ سر اسپ
اس طرف اسکی دم کردی، اور آواز دی کہ اے لوگو عجیب تماشا دیکھو کہ گھوڑے کا سر
بجائے دم است، ہمہ مردمانِ شہر جمع شدند! ہر شخصے کہ در اصطبل برائے تماشا
دم کی جگہ ہے سارے شہر کے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ جو شخص اصطبل میں تماشا
رفتن می خواست از واند کے نقدی گرفت واورا راہ می داد' ہر کہ در آں اصطبل
دیکھنے جاتا اس سے کچھ نقد وصول کرکے دیکھنے دیتا، ہر وہ شخص جو اصطبل میں
می رفت، شرمندہ از آنجا باز می آمد وہیچ نمی گفت۔
جاتا تھا وہ شرمندہ ہوکر وہاں سے لوٹتا اور کچھ نہ کہتا۔

حکایت بست و ہفتم

امیر تیمور لنگ چوں بہندوستاں رسید، مطرباں را طلبید وگفت، از بزرگاں
امیر تیمور لنگ جب ہندوستان آیا تو اس نے گویوں کو بلاکر کہا میں نے بزرگوں سے
شنیدہ ام کہ دریں شہر مطربانِ کامل اند، مطرب بے نابینا پیش بادشاہ حاضر شد وسرودے
سنا ہے کہ اس شہر میں باکمال گویئے ہیں۔ ایک اندھا گویا بادشاہ کے سامنے آیا اور گانا
آغاز کرد بادشاہ بسیار خوش گردید ونامِ اوپرسید، گفت نامِ من دولت ست
شروع کیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام پوچھا اس نے کہا میرا نام دولت ہے
گفت، دولت ہم کور میشود جواب داد اگر دولت کور نبودے بخانۂ لنگ نیامدے؟
تیمور نے کہا دولت بھی اندھی ہوتی ہے؟ اس نے کہا اگر دولت اندھی نہ ہوتی تو لنگڑے کے گھر نہ آتی
بادشاہ ایں جواب بہ پسندید وانعام بسیار داد۔
بادشاہ نے یہ جواب پسند کیا اور بہت انعام سے نوازا۔

حکایت بست وہشتم

شخصے نزد طبیب رفت وگفت، شکمِ من درد میکند، دوا کن۔ طبیب پرسید

کسی شخص نے طبیب کے پاس جاکر کہا۔ میرے پیٹ میں درد ہے، دوا بتا۔ طبیب نے پوچھا

امروز چہ خوردہٗ؟ گفت نان سوختہ۔ طبیب دوا در چشمِ اُو کردن خواست آں شخص

آج تونے کیا کھایا؟ اس نے کہاکہ جلی ہوئی روٹی۔ طبیب اسے آنکھ کی دوا دینے لگا اس شخص نے

گفت اے طبیب! درد شکم را با چشم چہ نسبت؟ حکیم گفت اول مُرا دوائے چشم

کہا اے طبیب پیٹ کے درد کو آنکھ سے کیا نسبت؟ حکیم نے کہا پہلے تجھے آنکھ کا علاج

می باید کرد زیراکہ اگر چشمت درست بودے نانِ سوختہ نمی خوردے

کرنا چاہئے اس لئے کہ اگر تیری آنکھ ٹھیک ہوتی تو جلی ہوئی روٹی نہ کھاتا۔

حکایت بست ونہم

شخصے را ایک کیسہٗ دینار در خانہ گم شد۔ او بقاضی خبر کرد۔ قاضی ہمہ مردمانِ

کسی شخص کی ایک دینار کی تھیلی گھر میں گم ہوگئی۔ اس نے قاضی کو اطلاع کی۔ قاضی نے گھر کے تمام

خانہ را طلبید و بہر کس یک یک چوب داد کہ ہمہ آں در طول برابر بود گفت ہر کہ

لوگوں کو بلاکر ہر ایک کو ایک ایک لکڑی دی اور سب لکڑیاں لمبائی میں برابر تھیں۔ قاضی نے کہا

دُزد ست چوبِ او بقدرِ یک انگشت دراز خواہد شد۔ چوں ہمہ را رخصت کرد

کہ جو چور ہے اسکی لکڑی ایک انگلی کے برابر لانبی ہوجائے گی۔ جب سب چلے گئے تو جو

شخصے کہ دُزد دیدہ بود ترسید و چوب را بقدرِ یک انگشت تراشید۔ روز دیگر چوں قاضی

شخص چور تھا اس نے ڈر کر لکڑی ایک انگلی کے بقدر تراش دی۔ دوسرے دن

ہمہ را طلبید و چوبہا دید، معلوم کرد کہ دُزد ایںست، کیسہٗ دینار ازو گرفت وسیاست نمود

قاضی نے سب کو بلاکر لکڑیاں دیکھیں پتہ چلالیا کہ یہ چور ہے۔ اس سے دیناروں کی تھیلی لی اور سزا دی

حکایتِ سی ام

شخصے با شخصے شرط کرد کہ اگر بازی نیابم یک آثار گوشت از اندام من بتراش۔
کسی شخص نے کسی سے شرط کی کہ اگر میں بازی نہ جیتوں تو ایک کلو گوشت میرے بدن سے کاٹ لے
چوں بازی نیافت مدّعی ایفائے شرط خواست او قبول نہ کرد۔ ہر دو پیشِ قاضی رفتند
جب وہ بازی ہار گیا تو مدّعی نے شرط پوری کرنی چاہی اس نے قبول نہ کی۔ دونوں قاضی کے پاس گئے۔
قاضی مدعی را گفت معاف کن، قبول نہ کرد۔ قاضی برہم شد فرمود کہ بتراش
قاضی نے مدّعی سے کہا کہ معاف کردے اس نے قبول نہ کیا۔ قاضی نے ناراض ہو کر کہا کہ کاٹ لے
لیکن اگر اندک یا زیادہ از آثار خواہی تراشید تراسیاست خواہم نمود مدّعی
لیکن اگر ایک کلو سے ذرا سا کم یا زیادہ کاٹا تو سزا دوں گا۔
نتوانست ناچار شدہ۔ معاف کرد
مدعی یہ نہ کرسکتا تھا۔ مجبور ہو کر معاف کردیا

حکایتِ سی و یکم

شخصے طوطی پَروَرد و اُو را زبانِ فارسی آموخت۔ طوطی در جواب ہر سخن می گفت:
کسی شخص نے طوطا پالا اور اسے فارسی زبان سکھائی۔ طوطا ہر بات کے جواب میں کہتا
"دریں چہ شک" روزے آں شخص طوطی را در بازار برائے فروختن برد
"اس میں کیا شک ہے" ایک دن وہ آدمی طوطے کو بازار میں بیچنے کے لئے لے گیا۔
و صد روپیہ قیمت آں ظاہر کرد، مغلے از طوطی پرسید کہ لائقِ صد روپیہ ہستی؟
اور سو روپے اس کی قیمت بتلائی۔ ایک ترکستانی نے طوطے سے پوچھا تو سو روپے کے لائق ہے؟
گفت "دریں چہ شک" مغل خوشنود شد و طوطی را خرید و بخانۂ خود بُرد۔ ہر سخن
طوطا بولا "اس میں کیا شک ہے" ترکستانی نے خوش ہو کر طوطا خرید لیا اور اپنے گھر لے گیا۔ ہر بات

کہ با طوطی می گفت جوابِ آں "دریں چہ شک" می یافت در دلِ خود شرمندہ
جو وہ طوطے سے کہتا اسکے جواب میں وہ کہتا "اس میں کیا شک ہے" دل میں وہ شرمندہ
و پشیماں گردید۔ و گفت 'حماقت کردم کہ چنیں طوطی خریدم' گفت "دریں چہ شک"
و پشیمان ہو کر بولا، میں نے حماقت کی کہ ایسا طوطا خریدا طوطے نے کہا "اس میں کیا شک ہے"
مُغل را تبسّم آمد و طوطی را آزاد کرد
ترکستانی کو ہنسی آگئی اور طوطے کو آزاد کر دیا۔

حکایت سی و دوم

دانشمندے در مسجدے نشست۔ و با مردماں وعظ می گفت۔ شخصے در آں مجلس
کوئی عقلمند کسی مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو نصیحت کرتا تھا۔ ایک شخص اس مجلس میں
می گریست۔ روزے دانشمند گفت، سخن من در دلِ ایں شخص بسیار اثر می کند
رویا کرتا تھا۔ ایک دن عقلمند نے کہا کہ میری بات کا اس کے دل پر بہت اثر ہوتا ہے
ازیں سبب می گرید۔ دیگراں آں شخص را گفتند کہ در دلِ ما سخنِ دانشمند ہیچ اثر نمی
اسی وجہ سے رویا کرتا ہے۔ دوسرے لوگوں نے اس سے کہا کہ ہمارے دل پر عقلمند کی بات کا کوئی اثر نہیں
کند چگونہ دل داری کہ می گریی! گفت 'بر سخن دانشمند نمی گریم بلکہ یک خصّی
ہوتا، تیرا دل کیسا ہے کہ تو روتا ہے! وہ بولا کہ میں عقلمند کی بات پر نہیں روتا بلکہ میں نے ایک بکرا
پروردہ بودم و اُو را بسیار دوست می داشتم چوں خصّی پیر شد، مُرد ماہر گاہ دانشمند سخن
پالا تھا اور مجھے اس سے بہت انسیت تھی۔ بکرا بوڑھا ہو کر مر گیا' جب بھی عقلمند بات
می گوید و ریشِ اُو می جُنبد خصّی مرا یاد می آید زیرا کہ ایں چنیں ریشِ دراز میداشت۔
کرتا ہے اور اسکی داڑھی ہلتی ہے وہ بکرا یاد آتا ہے۔ کیونکہ اس کی ایسی ہی لانبی داڑھی تھی۔

حِکایتِ سی و سوم

روزے سکندر با حاضرینِ مجلس گفت کہ گاہے کسے را محروم نکردم ہر کس
ایک دن سکندر نے حاضرینِ مجلس سے کہا، میں نے کبھی کسی کو محروم نہیں کیا جس نے

ہر چہ از من خواست بخشیدم۔ شخصے آں وقت عرض کرد کہ خداوند! مرا یک
جو کچھ مجھ سے مانگا عطاء کیا۔ ایک شخص نے اسوقت عرض کیا کہ اے بادشاہ! مجھے ایک
درم در کار ست بہ بخش سکندر فرمود کہ از بادشاہاں چیزے محقر خواستن بے ادبیست
درہم کی ضرورت ہے عطاء کیجئے۔ سکندر نے کہاکہ بادشاہوں سے کوئی حقیر چیز مانگنا بے ادبی ہے۔
آں شخص گفت کہ اگر بادشاہ راازیک درم دادن شرم می آید ملکے مرا بہ بخشد۔
اس شخص نے کہاکہ اگر بادشاہ کو مجھے ایک درہم دیتے ہوئے شرم آتی ہے مجھے سلطنت عطاکردے۔
سکندر گفت اول سوال کردی کم از مرتبۂ من ودیگر سوال کردی۔ زیادہ از مرتبۂ خود
سکندر نے کہاکہ پہلے میرے مرتبہ سے کم کاسوال کیا اوردوسری بار اپنے مرتبہ سے زیادہ
ہر دو سوال بیجا کردی۔ آں شخص لاجواب شدوشر مندہ گردید۔
دونوں سوال بے محل کئے۔ وہ شخص لا جواب اور شرمندہ ہوگیا۔

حکایتِ سی وچہارم

شخصے نوکر خودراگفت کہ اگر علی الصباح دوزاغ دریکجانشستہ بنی مرا خبر کن
ایک شخص نے اپنے نوکر سے کہاکہ اگر دو کوے صبح صبح ایک جگہ بیٹھے ہوئے دیکھے تو مجھے خبر کر
کہ آنہاراخواہم دید' شگونِ نیک خواہم یافت' تمام روز بخوشی۔ خواہد گذشت
کہ میں انہیں دیکھوں گا۔ مجھے نیک فالی میسر ہوگی۔ سارا دن میرا اچھا گذرے گا
القصہ نوکر اُو دوزاغ رایکجادید صاحبِ خودراخبر کرد۔ صاحبِ او چوں بیروں آمد
الحاصل اسکے نوکر نے دوکوّے ایک جگہ دیکھ کر اپنے آقا کو اطلاع کی۔ اس کا آقا جب باہر آیاتو
یک زاغ رادید وزاغِ دیگر پریدہ بود بسیار بر نوکر غصہ شدوتازیانہ زدن گرفت
ایک کوا دیکھا اور دوسرا کوا اڑ چکا تھا۔ وہ نوکر پر ناراض ہوکر کوڑے مارنے لگا
ہماں وقت دوستے برائے او طعام فرستاد۔ نوکر عرض کرد کہ اے خداوند! یک
اسی وقت کسی دوست نے اسکے لئے کھانا بھیجا۔ نوکر نے عرض کیا کہ اے آقا! ایک
زاغ رادیدی طعام یافتی اگر دوزاغ رامیدیدی می یافتی آنچہ من یافتم
کوا دیکھ کر کھانا ملا۔ اگر دو کوّے دیکھ لیتا تو تجھے بھی وہی ملتا جو مجھے ملا۔

حکایت سی و پنجم

شاعرے پیشِ توانگرے رفت و بسیار اُورا ستود، توانگر خوشنود شد و گفت
ایک شاعر نے ایک مالدار کے پاس پہونچکر اسکی بہت تعریف کی مالدار نے خوش ہو کر کہا
نزدِ من نقد نیست لیکن غلہ بسیار ست۔ اگر فردا بیائی بدہم' شاعر بخانۂ خود رفت
میرے پاس نقد نہیں مگر غلہ بہت ہے۔ اگر کل آئے تو دونگا۔ شاعر اپنے گھر چلا گیا
و وقتِ سحر نزدِ توانگر باز آمد۔ توانگر پرسید' چرا آمدی؟ گفت' دیروز وعدۂ دادنِ غلہ
اور صبح کے وقت مالدار کے پاس پھر آیا۔ مالدار نے پوچھا تو کیوں آیا؟ شاعر بولا گذشتہ کل تو نے غلہ دینے کا وعدہ
کردی ازیں سبب باز آمدہ ام۔ توانگر گفت عجب احمق ہستی! تو از سخن مرا خوش کردی
کیا تھا اسی وجہ سے پھر آیا ہوں۔ مالدار نے کہا عجیب بیوقوف ہے۔ تو نے مجھے بات سے خوش کیا
من نیز ترا خوشی نمودم حالا چرا غلہ دہم؟ شاعر شرمندہ شدہ باز یافت
میں نے بھی تجھے خوش کردیا۔ اب کیوں غلہ دوں؟ شاعر شرمندہ ہو کر لوٹ آیا۔

حکایتِ سی و ششم

شبے قاضی در کتابے دید کہ ہر کہ سُر خُردمی دار دو ریشِ دراز' احمق می شود
ایک رات قاضی نے کسی کتاب میں دیکھا کہ جس کا سر چھوٹا اور لانبی داڑھی ہو احمق ہوتا ہے
قاضی سُرِ خورد داشت و ریش بسیار دراز۔ باخود گفت کہ سر را بزرگ کردن نمی
قاضی کا سر چھوٹا اور داڑھی لانبی تھی۔ خود سے بولا کہ سر کا بڑا کرنا ممکن نہیں
توانم لیکن ریش را کوتاہ خواہم ساخت۔ مِقراض تلاش کرد نیافت، ناچار نیم ریش
لیکن داڑھی چھوٹی کروں گا۔ قینچی تلاش کی، نہیں ملی، مجبوراً آدھی داڑھی
را در دست گرفت و نزدِ چراغ بُرد۔ چوں موئے را آتش گرفت شعلہ در دستِ اُو
ہاتھ میں پکڑ کر چراغ کے پاس گیا۔ جب بالوں نے آگ پکڑی چنگاری اس کے ہاتھ تک
رسید' ریش را گذاشت، ہمہ ریشِ او سوختہ شد۔ قاضی بسیار شرمندہ گردید
پہونچی، داڑھی چھوڑدی، اس کی ساری داڑھی جل گئی۔ قاضی بہت شرمندہ ہوا

بسبب ایں کہ ہر چہ در کتاب بود باثبات رسید

اس وجہ سے کہ جو کتاب میں لکھا تھا کہ (صحیح) ثابت ہو گیا۔

حکایتِ سی و ہفتم

دو مصوّر باہم گفتند کہ ' ماہر دو کساں تصویر بکشیم و ببینیم کدام خوب میکشد

دو مصوروں نے آپس میں گفتگو کی کہ ہم دونوں تصویر کھینچ کر دیکھیں کہ کون اچھی کھینچتا ہے

یک مصوّر خوشۂ انگور نقش نمود و آنرا بر دروازہ آویخت۔ مرغاں آمدند و براں منقار زدند۔ مَردماں آں تصویر رابسیار پسندیدند و در خانہ مُصوّر دیگر رفتند پرسیدند کہ کجا تصویر کشیدہٗ؟ گفت، در پسِ ایں پردہ۔ مُصوّر اوّل خواست کہ پردہ بردارد چوں دست بر پردہ نہاد معلوم کرد کہ پردہ نیست بلکہ دیوارست کہ براں تصویر کشیدہ است۔ مصوّرِ دیگر گفت کہ توچناں تصویر کشیدی کہ مُرغاں فریب خوردند

ایک مصوّر نے انگور کا خوشہ بنایا اور اسے دروازہ پر لٹکا دیا۔ پرند آکر اس پر مارنے لگے۔ لوگوں نے اس تصویر کو بہت پسند کیا اور دوسرے مصوّر کے گھر پہونچ کر پوچھا کہ تصویر کہاں بنائی ہے؟ وہ بولا اس پردہ کے پیچھے۔ پہلے مصور نے پردہ اٹھانا چاہا جب ہاتھ پردہ پر رکھا تو معلوم ہوا کہ پردہ نہیں بلکہ دیوار ہے جس پر تصویر کھینچی ہے۔ دوسرے مصوّر نے کہا کہ تو نے ایسی تصویر کھینچی کہ پرند دھوکا کھا گئے

و من چناں تصویر کشیدم کہ مُصوّر فریفت

اور میں نے ایسی تصویر کھینچی کہ مصوّر دھوکا کھا گیا۔

حِکایتِ سی و ہشتم

روزے بادشاہے ظالم ' تنہا از شہر بیروں رفت ' شخصے را کہ زیرِ درخت نشستہ دید پرسید کہ بادشاہِ ایں ملک چگونہ ست؟ ظالم یا عادل؟ گفت بسیار ظالم ست۔ بادشاہ گفت

ایک دن کوئی ظالم بادشاہ تنہا شہر سے باہر گیا، ایک شخص جو درخت کے نیچے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اس سے پوچھا کہ اس ملک کا بادشاہ کیسا ہے؟ ظالم یا عادل، بولا بہت ظالم ہے۔ بادشاہ نے کہا

مرا شناسی؟ گفت 'نہ۔ بادشاہ گفت منم سلطانِ ایں مملکت۔ آں مرد ترسید و پرسید
تو مجھے پہچانتا ہے؟ وہ بولا نہیں بادشاہ بولا میں اس سلطنت کا بادشاہ ہوں وہ شخص ڈر گیا اور پوچھا
مرا میدانی؟ بادشاہ گفت 'نہ۔ گفت 'پسر صالح سوداگرم۔ ہر ماہ سہ روز دیوانہ می شوم'
تو مجھے جانتا ہے؟ بادشاہ نے کہا نہیں۔ بولا سوداگر کا لڑکا ہوں۔ ہر مہینہ تین دن پاگل ہو جاتا ہوں۔
اِمروز یکے از اں سہ روز ست بادشاہ بخندید و اُورا ہیچ نگفت
آج ان تین دنوں میں سے ایک ہے بادشاہ ہنس پڑا اور اسے کچھ نہیں کہا۔

حکایتِ سی و نہم

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام مناجات کرد کہ الٰہی چہ خوش بودے اگر چہار چیز
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات (سرگوشی یا آہستہ دعاء) کی کہ اے اللہ کیا اچھا ہوتا اگر چار چیزیں
بودے و چہار چیز نبودے۔ (۱) زندگانی بودے و مرگ نبودے۔ (۲) بہشت بودے
ہوتیں اور چار نہ ہوتیں۔ (۱) زندگی ہوتی اور موت نہ ہوتی (۲) جنت ہوتی
و دوزخ نبودے۔ (۳) توانگری بودے و درویشی نبودے۔ (۴) تندرستی بودے
اور دوزخ نہ ہوتی (۳) مالداری ہوتی اور غربت نہ ہوتی۔ (۴) تندرستی ہوتی
و بیماری نبودے۔ نِدا آمد کہ اے موسیٰ! اگر زندگی بودے و مرگ نبودے، بلقائے
اور بیماری نہ ہوتی آواز آئی کہ اے موسیٰ! اگر زندگی ہوتی اور موت نہ ہوتی تو میری ملاقات سے
ماکہ مشرف شدے اگر بہشت بودے و دوزخ نبودے 'از عذابِ ماکہ ترسیدے
مشرف کون ہوتا اگر جنت ہوتی اور دوزخ نہ ہوتی تو ہمارے عذاب سے کون ڈرتا
اگر توانگری بودے و دُرویشی نبودے، شکرِ نعمتِ ماکہ گفتے۔ و اگر تندرستی بودے
اگر مالداری ہوتی اور غربت نہ ہوتی تو ہماری نعمت کا شکر کون ادا کرتا۔ اور اگر تندرستی ہوتی
و بیماری نبودے 'مارا کہ یاد کردے۔
اور بیماری نہ ہوتی تو ہمیں کون یاد کرتا۔

حکایتِ چہلم

دہقانے خرے داشت از سببِ بے خرچی خر را برائے چریدن بباغے سر میداد
کسی کاشتکار کے پاس ایک گدھا تھا، غربت کی وجہ سے گدھے کو چرنے کے لئے چھوڑ دیتا تھا
مردمانِ باغ خر را میزدند واز زراعت بدر میکردند' روزے دہقاں پوستِ شیرے
باغ کے لوگ گدھے کو مار کر کھیتی سے باہر کردیتے تھے، ایک دن کاشتکار نے شیر کی کھال
را بر خر بست۔ وقت شب برائے چریدن فرستاد ہسپس آں، خر ہر شب باپوست شیر
گدھے کو پہنائی۔ رات کے وقت چرنے کیلئے چھوڑ دیا۔ گدھا ہر رات شیر کی کھال میں باغ میں
بباغ میرفت ہر کہ بشب می دید یقیں می دانست کہ ایں شیرست شبے باغباں اورا دید
جاتا۔ جو شخص بھی رات کے وقت اسے دیکھتا یقین کرلیتا کہ یہ شیر ہے ایک رات باغبان نے اسے دیکھا
واز ہیبتِ آں بر بالائے درختے رفت۔ در اثناء آں خرِ دیگر کہ در آں نزدیکی بود
اور اس کے ڈر سے درخت پر چڑھ گیا۔ اسی دوران ایک دوسرے گدھے نے جو اس سے قریب تھا
آواز کرد۔ و خرِ دہقاں نیز بآواز در آمد و بانگ زدن ہمچوں خراں گرفت' باغباں اُورا
آواز نکالی۔ اور کاشتکار کے گدھے تک آواز آئی تو گدھوں کی طرح آواز نکالنے لگا، باغبان نے اسے
بشناخت و دانست کہ ایں کیست۔ از درخت فرود آمد و آں خر را بسیار لت زدہ براند۔
پہچان لیا اور پتہ چل گیا کہ یہ کون ہے۔ درخت سے اترا اور گدھے کے بہت لاتیں مار کر ہنکا دیا۔

حکایتِ چہل و یکم

آوردہ اند کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام در سالہائے قحط بوقتِ آنکہ در مصر
کہا جاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام قحط کے سالوں میں جبکہ وہ مصر کے
بادشاہ بود ہر روز ضعیف و نزار تر شدے' سببِ ایں حال از وے پرسیدند' جواب
بادشاہ تھے ہر دن ضعیف و کمزور ہوتے جاتے' اس حال کی وجہ ان سے پوچھی تو جواب
نداد، بعد ازاں کہ بسیار اِلحاح کردند گفت مرضے دارم نہانی، حکما گفتند، شما مرض
نہ دیا۔ بہت اصرار پر فرمایا۔ مجھے ایک پوشیدہ بیماری ہے۔ حکیموں نے عرض کیا کہ آپ مرض

را تقریر فرمائید تا بمعالجہ مشغول شویم۔ گفت ہفت سال ست کہ بر مسندِ بادشاہی
کی وضاحت فرمائیں تاکہ ہم دوا تجویز کریں۔ فرمایا کہ سات سال سے میں مسند شاہی پر
متمکن شدہ ام۔ وزِمامِ اختیارِ رعایائے مصر بدستِ تصرف من باز دادہ اند و دریں
بیٹھا ہوا ہوں اور مصر کے لوگوں کے اختیار کی باگ میرے ہاتھ میں دیدی گئی ہے اور اس
مدت نفسِ من در آرزوئے آنست کہ اُو را ز نانِ جو سیر گردانم، ونکردہ ام، گفتند
عرصہ میں میرے نفس کی تمنا یہ ہے کہ میں اسے خوب سیر کردوں، اور میں نے نہیں کیا، لوگوں نے عرض کیا
ایں ہمہ مشقت چرا میکشی؟ گفت مُوافقتِ محتاجاں و گرسنگاں میکنم، ومی ترسم کہ
کہ یہ سب تکلیف آپ کیوں اٹھا رہے ہیں؟ فرمایا بھوکوں و ضرورتمندوں کا ساتھ دیتا ہوں اور میں ڈرتا ہوں
یک کس شبے در ولایتِ مصر گرسنہ باشد و من آں شب سیر باشم مرا لقیامت گرفتاری بود
کہ ایک شخص کسی رات سلطنتِ مصر میں بھوکا ہو اور اس رات میں شکم سیر ہوں تو مجھ سے قیامت میں سوال ہو

حِکایتِ چہل و دوم

آوردہ اند کہ خواجہ غلامے پارسا خدا ترس داشت۔ ناگاہ خواجہ بیمار شد عہد کرد
بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام کا آقا خدا ترس تھا۔ اچانک آقا بیمار ہو گیا عہد کیا (نذر کی)
با خدا اگر ازیں بیماری شفا یابم ایں غلام را آزاد کنم۔ حق سبحانہٗ اُو را شفا داد خواجہ دل
اللہ سے کہ اس بیماری سے اچھا ہونے پر یہ غلام آزاد کردوں گا، اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دی آقا کو
در غلام بستہ بود، او را آزاد نکرد دو دیگر بارہ بیمار شد، غلام را گفت برو و طبیب را بیار
اس غلام سے لگاؤ تھا، اُسے آزاد نہیں کیا۔ اور وہ دوسری بار بیمار پڑ گیا غلام سے کہا جا اور طبیب کو
تا مرا علاج کند۔ غلام بیروں رفت و در آمد۔ خواجہ گفت طبیب کو؟ گفت طبیب
میرے علاج کے لئے لا۔ غلام باہر جاکر آگیا۔ آقا نے کہا طبیب کہاں ہے؟ غلام نے کہا طبیب
می گوید کہ اُو مخالفتِ من می کند و بدانچہ می گوید وفا نمی کند، اُو را علاج نمی کنم۔
کہتا ہے کہ وہ میری مخالفت کرتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اسے پورا نہیں کرتا، میں اسکا علاج نہیں کرتا
خواجہ متنبہ شد و گفت اے غلام طبیب را بگو کہ از مخالفت باز گشتم واز نقضِ عہد
آقا متنبہ ہو گیا اور بولا اے غلام طبیب سے کہدے کہ میں مخالفت سے باز آیا اور عہد شکنی سے

توبہ کردم، باز غلام گفت اے خواجہ! طبیب می گوید کہ اگر تو ایں صفت پیش آری
توبہ کی، غلام نے پھر کہا اے آقا طبیب کہتا ہے اگر تو اس کی عادت ڈالے گا
مانیز شربتِ شفا ارزاں داریم۔ خواجہ غلام را آزاد کرد و فی الحال شفا یافت
ہم بھی شفا کا شربت (سستا) رکھینگے۔ آقا نے غلام کو آزاد کر دیا اور فوراً اسے شفا حاصل ہو گئی۔

حِکایتِ چہل وسوم

سپاہے پیشِ دیواں بطلبِ وظیفہ خود رفت و دستاویزے کے باخود داشت
ایک سپاہی حاکم کے پاس اپنا وظیفہ طلب کرنے گیا۔ اور جو دستاویز اس کے پاس تھی
دیواں را بنمود از بسکہ خزانہ تہی بود! وزیر فکرے اندیشید و گفت، سَر خطِ تو مانندِ سرودِ
حاکم کو دکھائی ۔ خزانہ کیوں کہ بالکل خالی تھا! وزیر نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔ تیری دستاویز تو
کہنہ می نماید، اعتماد رانشاید، لشکری آشفتہ برخاست و بحضور بادشاہ رفت
پرانے گانے کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ ناقابل اعتماد سپاہی پریشان ہو کر اٹھا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر
و بکمالِ تہوّر و شجاعت فرمانے کہ از مُہر بادشاہی رونق گرفتہ بود پیش نظر بگماشت
اعلی درجہ کی شجاعت وبہادری جس کی تصدیق مہر شدہ شاہی فرمان کر رہا تھا سامنے رکھا
و مانند زمزمہ سرایاں بآوازِ نرم سرائیدن گرفت و سر را خود بخود جنبانیدن چوں
اور گویوں کی مانند نرم آواز سے وہ فرمان گانے اور اپنے سر کو ہلانے لگا، جب
چشم شاہ بر آں لشکری افتاد پرسید کہ چہ می کنی؟ وچہ میخواہی؟ سپاہی گفت کہ
بادشاہ کی نظر سپاہی پر پڑی تو پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے؟ اور کیا چاہتا ہے ؟ سپاہی نے کہا کہ
بندہ بطلبِ علوفہ رفتہ بود و فرماں را بنمود وزیر گفت کہ تمسکِ تو مثلِ سرودِ کہنہ
میں چارہ طلب کرنے گیا تھا اور فرمانِ شاہی دکھلایا وزیر نے کہا کہ تیری دستاویز پرانے گانے کی طرح
معلوم میشود، حالاں امتحاں می کنم کہ بکدام ترانہ موافق میشود، شاہ لطیفہ اش
معلوم ہوتی ہے۔ اب میں جانچ رہا ہوں کہ کون سا راگ موافق پڑتا ہے، بادشاہ کو یہ بات
بہ پسندید و نعمتِ بے قیاس بخشید
پسند آئی اور بے حد انعام سے نوازا

حکایتِ چہل و چہارم

دو کس مالِ خود را بہ پیر زنے بسپر دند و گفتند کہ ہر گاہ ماہر دو خواہیم آمد، خواہیم

دو آدمیوں نے اپنا مال ایک بوڑھی عورت کو دیکر کہا کہ جسوقت ہم دونوں آئیں گے،

گرفت۔ بعد چند روز شخصے از آنہا نزدِ پیر زن آمد و گفت کہ شریکِ من مُرد، حالا

لے لینگے۔ چند روز کے بعد ان میں سے ایک نے بڑھیا کے پاس آکر کہا کہ میرا شریک مرگیا۔ اب

آں مال مرا بدہ۔ پیر زن ناچار شد و بعد ساعتے چند، شخصِ دیگر آمد و مال خواست

وہ مال مجھے دے۔ بڑھیا مجبور ہوگئی۔ چند گھنٹوں کے بعد دوسرے شخص نے آکر مال طلب کیا

پیر زن گفت کہ شریکِ تو آمدہ بود ترا مُردہ ظاہر ساخت ہر چند مبالغہ کردم لیکن

بوڑھی عورت نے کہا کہ تیرے شریک نے تجھے مرا ہوا بتلایا۔ ہر چند میں نے نہ دینا چاہا مگر

سخنِ من نشنید و ہمہ مال را بُرد۔ آں شخص زن را پیش قاضی بُرد و انصاف خواست

اس نے میری بات نہ سنی اور تمام مال لے گیا۔ وہ شخص عورت کو قاضی کے پاس لے گیا، اور انصاف چاہا

قاضی بعد از تامّل دریافت کہ زن بے تقصیر ست، فرمود کہ اوّل شرط کردہ بودی

قاضی کو غور و فکر کے بعد معلوم ہوگیا کہ عورت بے قصور ہے، قاضی نے کہا کہ تو نے پہلے ہی شرط کی تھی

کہ ہر گاہ ماہر دو شریک خواہیم آمد، مال خواہیم گرفت، تو شریکِ خود را بیار

کہ جسوقت ہم دونوں شریک آئینگے۔ ہم مال لے لینگے تو اپنے شریک کو بلا

و مال بگیر، تنہا چگونہ یابی؟ مَرد لاجواب شدہ راہِ خود پیش گرفت

اور مال لے۔ تنہا کیسے لے سکتا ہے؟ اس شخص نے لاجواب ہو کر اپنا راستہ لیا

حکایتِ چہل و پنجم

درویشے بر دُکانِ بقالے رفت و در خریدن شتابی کرد۔ بقال درویش را دشنام

ایک درویش سبزی فروش کی دوکان پر گیا اور خریداری میں جلدی کرنے لگا۔ سبزی فروش نے درویش کو گالی

داد۔ درویش در خشم شد و پاپوشے بر سر بقال زد۔ بقال پیشِ کوتوال رفت

گالی دی۔ درویش کو غصہ آگیا اور سبزی فروش کے سر پر جوتا رسید کیا۔ سبزی فروش نے کوتوال کے

دنالش نمود۔ کوتوال درویش راطلبیدہ پُرسید کہ چرا بقال رازدی؟ درویش گفت
یہاں شکایت کی۔ کوتوال نے درویش کو بلا کر بقال (سبزی فروش) کومارنے کا سبب پوچھا؟ درویش نے کہا
کہ بقال مرا دُشنام داد۔ کوتوال گفت اے درویش! تقصیر بزرگ کردی لیکن فقیر
کہ سبزی فروش نے مجھے گالی دی۔ کوتوال بولا۔ اے درویش !بڑی غلطی کی مگر تو فقیر
ہستی،ازیں سبب ترا سیاست نمی کنم، برو! ہشت آنہ بہ بقال بدہ سزائے تقصیر توہمین
ہے اس لئے تجھے سزا نہیں دیتا، جا، آٹھ آنہ سبزی فروش کو دے کہ تیرے قصور کی یہی سزا
ست۔ درویش یک روپیہ از جیبِ خود برآوردہ در دست کوتوال داد ویک پاپوش
ہے۔ درویش نے ایک روپیہ اپنی جیب سے نکال کر کوتوال کے ہاتھ میں دیا اور ایک جوتا
بر سر کوتوال زد و گفت، اگر چنیں انصاف ست ہشت آنہ تو بگیر و ہشت آنہ اُورا بدہ
کوتوال کے سر پر مار کر بولا۔ اگر یہی انصاف ہے تو آٹھ آنہ تو لے لے اور آٹھ آنہ سبزی فروش کو دیدے

حکایتِ چہل و ششم

بادشاہے بر دُشمنے فوج فرستاد، آں فوج شکست یافت، شخصے جلد نزد بادشاہ
کسی بادشاہ نے دشمن سے لڑنے کو فوج روانہ کی، اس فوج کو شکست ہو گئی۔ ایک شخص نے جلد بادشاہ کے پاس
آمدہ خبر رسانید کہ فوجِ شما فتح یافت، بادشاہ بسیار خوشنود گردید وبعد از دو روز
پہونچکر اطلاع کی کہ فوج کامیاب ہو گئی، بادشاہ بہت خوش ہوا۔ دو دن کے بعد
خبرِ ہزیمت یافت۔ بادشاہ بر آں شخص سیاست کردن خواست عرض کرد کہ
کے بعد شکست کی اطلاع ملی۔ بادشاہ نے اس شخص کو سزا دینا چاہی عرض کیا کہ
اے خداوند! لائقِ سیاست نیستم زیرا کہ دوروز شمارا خوشنود کردم تو چرا مارا
اے آقا میں سزا کے لائق نہیں اس لئے کہ دودن میں نے تجھے خوش کیا تو کیوں مجھ کو
ناخوش می کنی؟ بادشاہ این لطیفہ راپسندید و اُورا انعام فرمود
ناخوش کرتا ہے؟ بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور اسے انعام سے نوازا

حکایتِ چہل و ہفتم

بخیلے دوستے را گفت، یکہزار روپیہ نزدِ من ست، میخواہم کہ ایں روپیہ ہارا
کسی بخیل نے اپنے دوست سے کہا، میرے پاس ایک ہزار روپیہ ہے، میں چاہتا ہوں کہ یہ روپیہ
بیروں از شہر مدفون کنم و سوائے تو باکسے ایں راز نگویم۔ القصہ ہر دو کساں بیرونِ شہر
شہر سے باہر دفن کروں اور تیرے علاوہ کسی کو یہ راز نہ بتلاؤں۔ غرض دونوں آدمی شہر سے باہر
رفتہ، زیرِ درختے نقدِ مذکور را دفن کردند۔ بعد چند روز بخیل تنہا زیرِ آں درخت
گئے، ایک درخت کے نیچے ذکر شدہ نقد دفن کردیا۔ چند روز کے بعد بخیل اکیلا اس درخت کے نیچے
رفت واز نقد ہیچ نشاں نیافتہ با خود گفت، کہ سوائے آں دوست کسے نبردہ است
گیا اور وہاں نقد کچھ نہ ملا۔ اپنے آپ سے کہنے لگا کہ اس دوست کے علاوہ کوئی نہیں لے گیا
لیکن اگر از وے پُرسم ہرگز اقرار نخواہد کرد، پس بخانۂ اُو رفت و گفت بسیار نقد بدست
لیکن اگر اس سے پوچھوں ہرگز اقرار نہ کرے گا، لہٰذا اس کے گھر جاکر کہا میرے پاس بہت نقد
من آمدہ است، میخواہم کہ ہُمانجا نہم، پس اگر فردا بیائی باہم بَرویم۔ دوستِ مذکور
آگیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی جگہ رکھ دوں۔ پس اگر تو کل آئے تو ہم ساتھ چلیں گے۔ اس دوست نے
بطمعِ نقدِ بسیار آں نقد را آنجا باز نہاد و بخیل روزِ دیگر آنجا تنہا برفت نقدِ خود
زیادہ نقد کے لالچ میں وہ نقد وہاں پھر رکھدیا۔ اور بخیل اگلے دن تنہا وہاں گیا، اپنا نقد روپیہ
یافت و حکمتِ خود را پسندید و باز بردوستیِ دوستاں اعتماد نکرد
وہاں پایا اور اپنی عقلمندی پسند آئی اور پھر دوستوں کی دوستی پر اعتماد نہیں کیا

حکایتِ چہل و ہشتم

شخصے گرسنہ می رفت، اَعرابی را دید کہ بر کنارِ دریا طعام می خورد، اُو رفت و گفت
کوئی شخص بھوکا جارہا تھا، ایک دیہاتی کو دریا کے کنارہ کھانا کھاتے ہوئے دیکھا، اسکے قریب جاکر بولا
از طرف خانۂ تو می آیم، اَعرابی پُرسید کہ زن و فرزند و شترِ من ہمہ بخیریت اند؟
میں تیرے گھر کی طرف سے آرہا ہوں، دیہاتی نے پوچھا کہ میری بیوی بچے اور میرا اونٹ خیریت سے ہیں؟

گفت بلے۔ اَعرابی را خاطر جمع شد و باز بر آں شخص نظر نہ کرد۔ آں شخص گفتن
وہ بولا ہاں دیہاتی مطمئن ہو گیا اور پھر اس شخص پر نظر نہیں کی۔ اس شخص نے بولنا
آغاز کرد کہ اے اَعرابی ایں سگ کہ حالا بحضور تو نشستہ است اگر سگِ تو زندہ می ماند
شروع کیا کہ اے دیہاتی یہ کتا کہ اسوقت تیرے سامنے بیٹھا ہے۔ اگر تیرا کتا زندہ ہوتا
چنیں می شد، اَعرابی سر بالا کرد و گفت سگِ من از چہ سبب مُرد؟ گفت، گوشتِ شتر تو
تو ایسا ہی ہوتا دیہاتی نے سر اٹھا کر پوچھا میرا کتا کس وجہ مر گیا؟ وہ بولا تیرے اونٹ کا گوشت
بسیار خورد، پُرسید کہ شتر چگونہ مُرد؟ گفت زنِ تو مُرد ازیں سبب کسے اُو را کاہ
بہت کھا لیا تھا۔ پوچھا کہ اونٹ کیسے مرا؟ بولا تیری بیوی مر گئی اس لئے کسی نے اسے گھاس
و دانہ و آب نداد، پُرسید زن چگونہ مُرد؟ گفت در غمِ پسر تو بسیار گریست و سنگ را
اور دانہ پانی نہیں دیا۔ پوچھا بیوی کیسے مر گئی؟ بولا تیرے لڑکے کے غم میں بہت روئی اور
بر سر و سینہ زد۔ پُرسید پسر چگونہ مُرد؟ گفت خانہ بر وافتاد، اَعرابی چوں ایں احوالِ خانہ
سر و سینہ پر پتھر مارا۔ پوچھا لڑکا کیسے مرا؟ بولا اس پر گھر گر پڑا۔ دیہاتی نے گھر کی
خرابی شنید، خاک بر سر انداخت و طعام را ہماں جا گذاشت و طرفِ خانۂ خود روانہ شد
بربادی کی کیفیت سنی تو مٹی سر پر ڈال لی اور کھانا اسی جگہ چھوڑ کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

آں شخص بدیں حکمت طعام یافت

اس شخص نے اس تدبیر سے کھانا حاصل کر لیا

حکایتِ چہل و نہم

سوداگراں پیشِ بادشاہ رفتند و اسپاں را بَرُو عرض نمودند، بادشاہ بسیار پسندید
کچھ تاجر بادشاہ کے پاس گئے اور گھوڑے بادشاہ کی خدمت میں پیش کئے بادشاہ نے بہت پسند کیا۔
و خرید و لک روپیہ زیادہ از قیمت بسوداگراں داد و فرمود کہ از مُلکِ خود باز اسپاں را
اور ایک لاکھ روپیہ زیادہ سوداگروں کی بتائی ہوئی قیمت سے دیکر کہا کہ اپنے ملک سے گھوڑے پھر
بیارید۔ سوداگراں رخصت شدند۔ روزے بادشاہ در حالتِ خوشی و مستی وزیر را
لانا۔ تاجر رخصت ہو گئے۔ ایک دن بادشاہ نے خوشی و مستی کے عالم میں وزیر سے

گفت کہ اسامیٔ جمیع احمقاں بنویس۔ وزیر عرض کرد کہ پیشِ ازیں نوشتہ ام
کہاکہ سارے بے وقوفوں کے نام لکھ۔ وزیر نے عرض کیا کہ اس سے پہلے لکھ چکا ہوں
واوّل نامِ مہانامِ حضرت ست۔ پرسید چرا؟ گفت، سوداگراں را لگ روپیہ کہ
اوران میں سرفہرست نام بادشاہ کا ہے۔ پوچھا کیوں؟ بولا۔ تاجروں کو ایک لاکھ روپیہ
برائے آوردنِ اسپاں بے ضامنی او طلاعِ مسکن آنہا عنایت شد علامتِ حماقت ست
گھوڑے لانے کی خاطر بغیر ضمانت کے اور انکے رہائش کی جگہوں سے واقف ہوئے بغیر دینا بیوقوفی کی علامت ہے
بادشاہ گفت، اگر سوداگراں اسپاں را بیارند، پس چہ باید کرد؟ گفت 'اگر بیارند
بادشاہ نے کہا۔ اگر تاجر گھوڑے لے آئیں تو کیا کروگے؟ وہ بولا اگر لے آئیں
نامِ حضرت از دفتر احمقاں محو خواہم کرد و نامِ سوداگراں آنجا خواہم نوشت۔
تو آپ کا نام احمقوں کی فہرست سے نکال دوں گا اور تاجروں کا نام وہاں لکھ دوں گا۔

حکایتِ پنجاہم

شخصے مالِ بسیار صرافے را سپردو بسفر رفت۔ چوں باز آمد تقاضا نمود۔ صراف
کوئی شخص بہت سامال ایک صراف کے سپرد کر کے سفر پر چلا گیا۔ جب لوٹ کر آیا تقاضا کیا صراف نے
انکار کرد و قسم خورد کہ مرا ہیچ نہ سپردہ۔ آں شخص پیشِ قاضی رفت واحوال خود گفت
انکار کیا اور قسم کھائی کہ مجھے کچھ نہیں دیا۔ اس شخص نے قاضی کے سامنے اپنا حال بیان کیا۔
قاضی تامل کردہ فرمود، کسے را مگو کہ فلاں صراف مالِ من نمیدہد
قاضی نے سوچکر کہاکہ کسی سے مت کہو کہ فلاں صراف میرا مال نہیں دیتا
تدبیرے برائے مالِ تو خواہم کرد۔ قاضی آں صراف را طلبید و گفت، کارہائے بسیار
میں تیرے مال کے لئے تدبیر کروں گا۔ قاضی نے اس صراف کو بلا کر کہا۔ میں بہت زیادہ مصروف
بمن پیش آمدہ است، تنہا کردن نمی توانم، ترا نائب خود کردن میخواہم، زیراکہ
ہوں، تنہا کام انجام دینا میرے بس کا نہیں، میں تجھکو اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں، کیونکہ
مُتدین ہستی، صراف قبول کرد و بسیار خوش گردید، چوں بخانہ رفت قاضی آں شخص
تو دیندار شخص ہے۔ صراف نے قبول کیا اور بہت خوش ہوا۔ جب گھر گیا تو قاضی نے اس شخص کو

را طلبید و گفت، حالا مالِ خود از صراف بخواہ البتہ خواہد داد۔ شخصِ مذکور پیش صراف
بلا کر کہا کہ اب اپنا مال صراف سے طلب کر، یقیناً دیدے گا، وہ آدمی صراف کے پاس
رفت۔ چوں روئے اُو دید گفت، بیا بیا، خوش آمدی مالِ تو فراموش کردہ بودم
گیا۔صراف نے اسے دیکھ کر کہا۔ آ۔آ۔ تو بہت اچھا آیا میں تیرا مال بھول گیا تھا
دی شب مرا یاد آمد۔ القصہ مال باو داد و از طمع نیابت پیشِ قاضی رفت۔ قاضی گفت
رات کو مجھے یاد آیا۔ غرض اسکا مال اسے دیدیا۔ اور نائب بننے کے لالچ میں قاضی کے پاس گیا۔ قاضی نے کہا
امروز پیشِ بادشاہ رفتہ بودم، شنیدم کہ کارے بزرگ ترا سپردن می خواہد
کہ میں آج بادشاہ کے پاس گیا تھا۔ میں نے سنا ہے کہ کوئی بڑا کام تیرے سپرد کرے گا۔
خدارا شکر کن کہ مرتبۂ بزرگ خواہی یافت حالا نائبِ دیگر برائے خود تلاش
اللہ کا شکر ادا کر کہ تجھے بلند مرتبہ نصیب ہوگا اب میں اپنے واسطے دوسرا نائب تلاش
خواہم کرد۔ القصہ قاضی اُو را بدیں حیلہ رخصت کرد
کروں گا۔ غرض قاضی نے اسے اس تدبیر سے رخصت کردیا

حکایتِ پنجاہ و یکم

روزے بادشاہے با وزیر برائے سیر رفت۔ بکشت زارے رسید درختانِ گندم
ایک روز کوئی بادشاہ وزیر کے ساتھ سیر کیلئے گیا ایک کھیت میں پہونچ کر گیہوں کے درخت
دید از قدِ آدم دراز تر، بادشاہ متعجب شد و گفت، چنیں دراز درختانِ گندم گاہے
قد آدم سے زیادہ لانبے دیکھے، بادشاہ نے متعجب ہو کر کہا۔ میں نے گیہوں کے اتنے لانبے درخت کبھی
ندیدہ ام۔ وزیر عرض کرد کہ اے خداوند! در وطنِ من درختانِ گندم ہمچوں قدِ فیل
نہیں دیکھے۔ وزیر نے عرض کیا کہ اے آقا میرے وطن میں گیہوں کے درخت ہاتھی کے برابر
بلند می شوند، بادشاہ تبسم نمود، وزیر با خود گفت کہ بادشاہ سخنِ من دروغ پنداشت
ہوتے ہیں بادشاہ مسکرایا، وزیر نے اپنے آپ سے کہا کہ بادشاہ نے میری بات جھوٹ سمجھی۔
ازیں سبب تبسّم کرد۔ چوں از سیر باز آمد خط بمردمانِ وطن خود برائے چند
اس وجہ سے وہ مسکرایا۔ جب تفریح سے لوٹکر آیا تو اپنے وطن کے لوگوں کو چند

درختانِ گندم فرستاد، تاکہ خط آنجار سید فصل گندم گذشتہ بود، القصہ بعد یک سال
گیہوں کے درخت بھیجنے کیلئے لکھا جس وقت خط وہاں پہونچا گندم کی فصل گذر چکی تھی۔ غرض ایک سال کے بعد
درختانِ گندم آنجار سید ندوزیر پیش بادشاہ بُرد، بادشاہ پرسید، چرا آوردی؟
گیہوں کے درخت وہاں پہونچے وزیر بادشاہ کے سامنے لے گیا بادشاہ نے پوچھا کہ کیوں لایا ہے؟
عرض کرد کہ در سالِ گذشتہ روزے عرض کردہ بودم کہ درختانِ گندم
عرض کیا کہ گذشتہ سال ایک دن میں نے عرض کیا تھا کہ گیہوں کے درخت
ہمچو قدِّ فیل بلندمی شوند، حضور تبسّم کردند باخود گفتم کہ سخنِ من دروغ پنداشتند
ہاتھی کے قد کے برابر ہوتے ہیں آپ مسکرائے میں نے خود سے کہا کہ میری بات جھوٹ سمجھی۔
برائے تصدیقِ سخنِ خود آوردم۔ بادشاہ گفت کہ حالا باور کردم لیکن زنہار
اپنی بات کی تصدیق کے لئے لایا ہوں بادشاہ نے کہا کہ میں نے اب یقین کرلیا لیکن کبھی
پیشِ کسے چنیں سخن مگو کہ بعد سالے باور کند،
کسی کے سامنے کوئی ایسی بات مت کہو کہ سال بھر کے بعد یقین کرے

حکایتِ پنجاہ و دوم

سوارے در شہرے رفت، شنید کہ اینجا دُزداں بسیار اند، وقت شب سائیس را
کوئی سوار کسی شہر میں پہونچا۔ اس نے سنا کہ یہاں چور بہت ہیں۔ رات کے وقت گھوڑے کے محافظ کو
گفت کہ تو بخسپ، من بیدار خواہم ماند زیرا کہ مرا بر تو اعتماد نیست سائیس گفت
کہا تو سو جا میں جاگتا رہوں گا۔ کیونکہ مجھے تجھ پر بھروسہ نہیں ہے گھوڑے کے محافظ نے کہا
اے خداوند! ایں چہ سخن ست، نمی پسندم کہ من در خواب باشم و صاحب بیدار!
کہ اے آقا یہ کیسی بات ہے، مجھے پسند نہیں کہ میں سو جاؤں اور آقا جاگتا رہے۔
زنہار ایں چنیں نخواہم کرد۔ القصہ صاحب اُو خُفت و بعد یک پاس بیدار گردید
میں یہ کبھی نہیں کروں گا۔ غرض گھوڑے کا مالک سو گیا اور رات کا ایک حصہ گذرنے کے بعد جاگا،

سائیس را گفت چہ میکنی؟ گفت در فکر ہستم کہ خدا زمین را بر آب چگونہ گسترد؟
گھوڑے کے محافظ سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے؟ بولا سوچ رہا ہوں اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی پر کیسے پھیلایا؟
گفت، می ترسم کہ دُزداں آیند و ترا خبر نشود، گفت، اے خداوند! خاطر جمع دارید
وہ بولا مجھے ڈر ہے کہ چور آئیں اور تجھے پتہ نہ چلے، سائیس نے کہا کہ اے آقا۔ اطمینان رکھئے۔
خبردار ہستم۔ سوار باز خُفت و بہ نصفِ شب بیدار شد و پرسید، اے سائیس! چہ میکنی؟
میں ہوشیار ہوں۔ سوار پھر سو گیا اور آدھی رات گذری تو بیدار ہو کر پوچھا کہ اے سائیس تو کیا کر رہا ہے؟
گفت، در فکرم کہ خدا چگونہ آسمان را بے ستون استادہ کردہ! گفت در فکرِ تو می ترسم
وہ بولا یہ سوچ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بغیر ستون کے کسطرح قائم کر دیا۔ سوار بولا میں تیرے سوچنے سے ڈر رہا ہوں
مبادا کہ دزداں بیایند واسپ را بہ برند۔ اگر خفتن می خواہی بخسپ من بیدار
کہیں ایسا نہ ہو کہ چور آئیں اور گھوڑا لے جائیں۔ اگر سونا چاہتا ہے تو سو جا میں جاگتا
خواہم ماند، گفت مرا خواب نمی آید سوار خُفت و چوں ساعتے شب باقی ماند بیدار شد
رہوں گا وہ بولا مجھے نیند نہیں آرہی ہے سوار سو گیا اور جب رات کا کچھ حصہ باقی رہا تو بیدار ہو کر
سائیس را پرسید، چہ میکنی؟ گفت در فکر ہستم کہ اسپ را دُزد بُردہ ست، فردا زین
سائیس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے؟ وہ بولا یہ سوچ رہا ہوں کہ گھوڑا تو چور لے گئے ہیں، کل زین

را من بر سر خواہم داشت یا صاحب؟

اپنے سر پر رکھوں گا یا مالک کے؟

حِکایتِ پنجاہ و سوم

دانشمندے ہزار روپیہ عطّارے را سُپرد و بسفر رفت بعد مدّت از سفر باز آمد
کوئی عقلمند ہزار روپے کسی عطر فروش کے حوالہ کر کے سفر پر روانہ ہو گیا مدت کے بعد سفر سے لوٹکر
و روپیہ خود از عطّار خواست۔ عطّار گفت، دروغ میگوئی مرا نسپردہ، دانشمند باوے
اپنا روپیہ عطر فروش سے مانگا۔ عطر فروش نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے مجھے تو نے روپیہ نہیں دیا عقلمند اس سے

در آویخت۔ مردماں جمع شدند و دانشمند را تکذیب کردند و گفتند ایں عطار بسیار
الجھ گیا۔ لوگوں نے اکٹھے ہو کر عقلند کو جھٹلایا اور بولے کہ یہ عطر فروش بہت
دیانتدار ست، گاہے خیانت نکردہ، اگر باایں مُناقشہ خواہی کرد، سزا خواہی یافت۔
دیانتدار ہے۔ کبھی اس نے خیانت نہیں کی۔ اگر اس طرح جھگڑا کرے گا سزا پائے گا
دانشمند ناچار شد و احوال بر کاغذے نوشت و بادشاہ را نمود۔ بادشاہ فرمود برو!
عقلند مجبور ہو گیا اور کل حال کاغذ پر لکھ کر بادشاہ کو دکھلایا۔ بادشاہ نے کہا۔ جا۔
نزدِ دُکانِ عطار سہ روز بنشیں و اُو را ہیچ مگو، چہارم روز آں طرف خواہم رفت،
تین دن عطر فروش کی دکان پر بیٹھ اور اسے کچھ مت کہہ۔ چوتھے دن میں اس طرف سے گذرونگا،
تُرا سلام خواہم کرد، سوائے جوابِ سلام ہیچ با من مگو۔ چوں از انجا بروم نقدِ خود
تجھے سلام کروں گا۔ سلام کے جواب کے علاوہ مجھ سے کچھ نہ کہنا۔ جب میں وہاں سے چلا جاؤں تو اپنا روپیہ
از عطار بخواہ آنچہ اُو گوید مرا خبر کن۔ دانشمند موافقِ حکمِ بادشاہ بر دُکانِ عطار
عطر فروش سے مانگنا، جو کچھ وہ کہے مجھے مطلع کرنا۔ عقلند بادشاہ کے حکم کے مطابق عطر فروش کی دوکان پر
نشست روزِ چہارم بادشاہ باحشمتِ بسیار آں طرف رفت، چوں دانشمند را دید،
بیٹھا۔ چوتھے دن بادشاہ بہت سے خدمتگاروں کیساتھ اس طرف گیا، جب عقلند کو دیکھا،
اسپ را استادہ کرد بر دانشمند سلام خواند، دانشمند جوابِ سلام گفت۔ بادشاہ فرمود
گھوڑا روک کر عقلند کو سلام کیا عقلند نے سلام کا جواب دیا۔ بادشاہ بولا
اے برادر! گاہے نزدِ من نمی آئی و ہیچ احوالِ خود با من نمی گوئی۔ دانشمند اندک
اے بھائی! کبھی میرے پاس نہیں آتا اور اپنے حالات بالکل مجھ سے نہیں کہتا۔ عقلند نے سر کو تھوڑی سی جنبش دی
سر جنبانید و دیگر ہیچ نگفت۔ عطار ایں ہمہ دید و می ترسید، چوں بادشاہ رفت، عطار
اور کچھ نہ کہا۔ عطر فروش نے یہ سب دیکھا اور ڈر گیا۔ جب بادشاہ چلا گیا تو عطر فروش نے
دانشمند را گفت کہ ہر گاہ نقد مرا سپردی کجا بودم؟ و کدام شخص نزدِ من حاضر بود؟
عقلند سے کہا کہ جسوقت تو نے مجھے روپیہ دیا میں کہاں تھا؟ اور کونسا آدمی میرے پاس تھا؟

باز بگو، شاید فراموش کردہ باشم دانشمند ہمہ احوال باز گفت۔ عطّار گفت، راست
پھر کہہ، ممکن ہے میں بھول گیا ہوں عقلمند نے ساری کیفیت پھر بتلائی۔ عطر فروش بولا۔ تو ٹھیک
میگوئی، حالا مرا یاد آمد۔ القصہ ہزار روپیہ دانشمند را داد و عذرِ بسیار نمود
کہتا ہے، اس وقت مجھے یاد آگیا، غرض ہزار روپے بہت معذرت کرتے ہوئے عقلمند کو دیدیے

حِکایتِ پنجاہ و چہارم

طبیبے ناداں، خود را از ہمہ افضل می پنداشت۔ بارے در محفلے زبان بکشودہ
کوئی بیوقوف حکیم خود کو سب سے افضل سمجھتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی محفل میں زبان کھولی
خود را می ستود و گفت، ہر چہ تلخ ست گرم ست، حکیمے حاذق در مجمع حاضر بود گفت،
اور اپنی تعریف کرتے ہوئے کہا، جو چیز تلخ (کڑوی) ہے گرم ہے۔ کوئی ماہر حکیم مجمع میں موجود تھا وہ بولا
ہر کہ بے تجربہ برزبان بر آورد خود را در محل زیاں در آوَرد کہ خاصیتِ مُر
جو شخص تجربہ کے بغیر زبان کھولے خود کو بربادی کی جگہ لاتا ہے کہ کڑوی چیز کی خاصیت
در ایام سرما خلاف پندارِ تُست۔
سردی کے دنوں میں تیرے خیال کے خلاف ہوتی ہے

حِکایتِ پنجاہ و پنجم

آوردہ اند کہ ہرگاہ شاہ محمّد ہند و پارس را فتح کردو در تصرّفِ خود در آوردو
لوگ بیان کرتے ہیں کہ جسوقت شاہ محمد ہندوستان اور ایران فتح کر کے قابض ہوگیا اور
ارادۂ مُلک مغرب کہ از مدّت تقسیم کردہ بود فاسد نمود، زنے پیشِ اُو حاضر شد
ملکِ مغرب کا جو مدّت سے پختہ تھا ختم کیا۔ ایک عورت نے اس کے پاس آکر
و گفت، در ضلع عراقِ پارس رہزناں پسرم را گشتند و متاعَش بغارت بردند
کہا۔ ایران کے ضلع عراق میں، ڈاکوؤں نے میرے لڑکے کو مار کر اس کا سامان لوٹ لیا

مَلِک گفت، از ملک دُور ست، چگونہ داد گرفتہ شود؟ زن گفت، شاہ والیِ ایں ملکِ
بادشاہ نے کہا۔ ملک سے دور ہے کس طرح فریادرسی کیجائیگی؟ عورت بولی اے بادشاہ اس
دُور و دراز چگونہ شدند؟ مَلِک بخندید و بدادِ مظلومہ رسید۔
دور دراز کے حکمراں کیسے ہوگئے؟ بادشاہ ہنس پڑا اور مظلومہ کی فریادرسی کی۔

حِکایتِ پنجاہ و ششم

آوردہ اند کہ در شہر فلاندرس معمارے از بالائے دیوارے بر سر مَردے بر افتاد
بیان کرتے ہیں کہ فلاندرس شہر میں کوئی معمار دیوار کے اوپر سے کسی شخص کے سر پر گرپڑا
بیچارہ ہُماندم جاں بداد و معمار بسلامت ماند۔ وارثانش چنگ در دامنش زدند و
بیچارہ اسی وقت مرگیا اور معمار بچ گیا۔ اس کے ورثاء دعوے پر آمادہ ہوئے اور
دعویٰ خوں پیشِ حاکم بُردند۔ فرمود کہ خوں بہا بگیرند کہ پیشِ اَجل نمیرند
اور خون کا دعویٰ حاکم کے سامنے لےگئے۔ حاکم نے خوں بہا (جان کے بدلہ مال) کا حکم دیا کہ مرنیوالے کے ساتھ نہ مریں
راضی نشدند و سعی بیفائدہ کردند، حاکم دانست کہ جہل را بجز جہل نتواں شکست
وہ لوگ تیار نہ ہوئے اور بے سود کوشش کرنے لگے۔ حاکم سمجھ گیا کہ بیوقوفی و جہالت کا جواب جہالت کے علاوہ نہیں۔
و آہن را بغیر آہن نرم نتواں کرد۔ گفت، یکے از وارثاں بر بام بر آید و بر سر ایں
اور لوہے کو لوہے کے بغیر نرم نہیں کیا جا سکتا۔ وہ بولا۔ ورثاء میں سے ایک بالاخانہ پر آکر اس شخص کے سر پر
مَرد در آید تا بمیرد و فتنہ قرار گیرد۔ مُدعیاں عاجز گشتند و لب از دعویٰ فرو بستند
کودے تاکہ یہ مرجائے اور فتنہ ختم ہو۔ دعویٰ کرنے والے مجبور ہو کر خاموش ہوگئے
و از سر خونِ اُو در گذشتند
اور اس شخص کی جان لینے سے باز آئے۔

حِکایتِ پنجاہ و ہفتم

شاہِ حلب را ضرورتے پیش آمد کہ رفتنِ خودش ناگزیر اُفتاد، ہمیں کہ از شہر خود
شاہ حلب کو کوئی ایسی ضرورت پیش آئی کہ اس کا خود جانا ضروری ہوگیا۔ اسی بنا پر وہ اپنے شہر سے

بیروں میرفت، پیرزنے سدِ راہش گشت وگفت، خدارا ساعتے توقف گمار،
شہر سے باہر گیا۔ ایک بوڑھی عورت نے راستہ روک کر کہا۔ خدا کیلئے ایک گھڑی کے واسطے رک جائیے
وایں غریقِ ظلم و ستم راازگرداب جور و بیداد بساحلِ نجات بر آر۔ ملک گفت
اور اس ظلم و ستم میں ڈوبی ہوئی کو ظلم و ستم کے بھنور سے نجات کے کنارے پر لائیے۔ بادشاہ نے کہا
چندے صبر کن کہ کم فرصتی مانعِ اشتغال ست۔ زال گفت، اگر طاقتِ احمالِ
کچھ صبر کر کہ فرصت کی کمی مشغول ہونے سے روکنے والی ہے۔ بوڑھی عورت نے کہا اگر کمزوروں
ضعیفاں نداری، خود را بادشاہ چرا می شماری؟ ملکِ رالطیفہ اش خوش آمد
کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں تو خود کو بادشاہ کیوں سمجھتا ہے؟ بادشاہ کو اسکی یہ بات پسند آئی

بفورش دررسید واز جورش نجات بخشید۔

فوراً پہونچ کر اسے ظلم سے نجات بخشی

بیت ۔ ملوکاں کہ راہِ خدا دیدہ اند — خسک از سرراہ برچیدہ اند

شعر ۔ بادشاہوں نے کہ راہ خدا دیکھی ہے — ایک چھوٹا تنکا راستہ سے چنا ہے

حکایتِ پنجاہ و ہشتم

ابلہے مالِ فراواں یافت و در خیالِ خام چناں تصور کرد کہ زیادہ از شصت سال
کسی بے وقوف کو بہت مال مل گیا اور غلط خیال یہ قائم کیا کہ میں ساٹھ سال سے زیادہ
نخواہم زیست، پشیماں بہتر کہ ایں نقدِ خود صرف کنم کہ بعد از من رائگاں خواہند برد
زندہ نہ رہوں گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ یہ اپنا روپیہ صرف کردوں کہ میرے بعد یہ روپیہ ضائع ہوگا
و من در گور تاسف خواہم خورد، الحاصل در چندمایۂ فرصت آں نقد را بر باد داد
اور میں قبر میں افسوس کروں گا۔ غرض تھوڑے عرصہ میں وہ روپیہ ضائع ہوگیا
و عمرش از شصت درگذشت، کوچہ بکوچہ گدائی اختیار کرد و می گفت اے نیکمرداں!
اور اس کی عمر ساٹھ سال سے بڑھ گئی۔ گلی گلی بھیک مانگنا اختیار کی اور کہتا تھا اے اچھے لوگو!

مالِ من بسبب خام خیال از کف رفت برائے خدا چیزے بمن دہید و دست من گیرید
میرا مال ایک غلط خیال کے باعث ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ اللہ کے واسطے کچھ مجھے دو اور میری مدد کرو

حکایتِ پنجاہ و نہم

ملاّحے، یکے را بہ بندوق کشت والیانِ مقتول دست در کمرش زدند و پیش
کسی ملاح (کشتی بان) نے ایک شخص کو بندوق سے مار ڈالا مقتول کے ورثاء ہاتھ اسکی کمر سے باندھ کر
شاہِ چین حاضر کردند، وکیلے یکے از شاہداں را پرسید تو گواہِ مدّعی ہستی یا مدّعا علیہ؟
بادشاہ چین کے پاس لے گئے۔ وکیل نے گواہوں میں سے ایک سے پوچھا تو دعویٰ کرنیوالے کا گواہ ہے یا جس پر دعویٰ کیا گیا اسکا گواہ ہے
گفت، من معنیٔ ایں نمیدانم، لیکن کسے کہ اُو را قتل کردمی شناسم و گواہِ اُو ہستم
وہ بولا مجھے اسکے معنی معلوم نہیں، مگر جس شخص نے اسے قتل کیا میں اسے پہچانتا ہوں اور میں اسکا گواہ ہوں
وکیل گفت، تو عجب کسی! ہنوز مدّعی و مدّعا علیہ نمیدانی و گواہیش میدہی، باز
وکیل نے کہا۔ تو عجیب آدمی ہے! ابھی تک مدعی اور مدعا علیہ کو نہیں جانتا اور اسکی گواہی دیتا ہے۔ پھر
پرسید کہ جہازِ تو کدام سمت ست؟ گفت، در پسِ بنکل۔ وکیل گفت، بنکل
پوچھا تیرا جہاز کس سمت ہے؟ وہ بولا بنکل (قطب نما کی جگہ کے) پیچھے وکیل بولا۔ بنکل
کدام طرف رامی گویند؟ ملاح گفت، صاحب عجب کس اند کہ ہنوز از پسِ بنکل
کے پیچھے کس سمت کو کہتے ہیں؟ ملاح بولا۔ آپ عجیب لوگ ہیں کہ ابھی تک بنکل کے پیچھے سے
واقف نیستند و سوال میکنند!
آگاہ نہیں اور سوال کر رہے ہیں

حکایتِ شصتم

دہقانے ہر روز پنج نان میخرید۔ روزے شخصے پرسید کہ ہر روز پنج نان
ایک دیہاتی ہر دن پانچ روٹیاں خریدا کرتا تھا۔ ایک دن کسی شخص نے پوچھا کہ تو ہر دن پانچ روٹیاں
خرید میکنی آیا میخوری یا می افگنی؟ گفت یکے می اندازم و بہ یکے ادائے قرض می سازم
خرید کر کھاتا ہے یا پھینک دیتا ہے؟ وہ بولا ایک میں ڈال دیتا ہوں اور ایک سے قرض ادا کرتا ہوں

دیکے می نہم ودو، وام می دہم۔ سائل ازیں مسائل در عجب ماند وگفت ایں معمارا
اور ایک رکھدیتا ہوں اور دو قرض دیتا ہوں سوال کرنیوالا ان مسائل سے تعجب میں پڑگیا اور بولا اس پہیلی کے
بارے معنیٰ چہ باشد؟ دہقاں گفت آنکہ می نہم، خود می خورم و آنکہ می اندازم
کیا معنی ہونگے؟ دیہاتی نے کہا جو میں رکھتا ہوں خود کھالیتا ہوں اور جو میں ڈالتا ہوں
بخوشدامن میدہم و آنکہ از وادائے قرض می کنم بہ پدرم میخورانم کہ در طفلی مارا
وہ ساس کو دیتا ہوں اور جس سے قرض ادا کرتا ہوں اپنے والد کو کھلاتا ہوں کہ بچپن میں ہمیں
ہم قرض دادہ بود و آنکہ قرض میدہم بدو پسر عطائے کنم کہ در پیری بکار خواہد آمد
بھی قرض دیا تھا اور جسے قرض دیتا ہوں دو لڑکوں کو دیتا ہوں کہ بڑھاپے میں کام آئیں گے

حکایتِ شصت ویکم

تاجرے از اسپاں بنواحِ امریکا رسید، شخصے از متعلقان ملک جمیع املاکش را
کوئی تاجر اسپین سے امریکہ کے اطراف میں پہونچا۔ بادشاہ کے متعلقین میں سے کسی نے اسکی ساری املاک
بغارت برد۔ تاجر ہر چند آہ ونالہ کشید سودے نہ بخشید، مردِ جہانگرد ناچار شد۔
لوٹ لی۔ تاجر ہر چند رویا پیٹا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دنیا میں گھومنے والا شخص مجبور ہوگیا
ہمدراں بیشۂ پُر خار اقامت کرد، تاباشد کہ کسی بفریادش رسد ودادش دہد
وہیں کانٹوں بھری جھاڑی میں ٹھہر گیا کہ ممکن ہے کوئی شخص اسکی فریاد رسی کرے اور اسکے ساتھ انصاف کرے
پس از مدّتے سلطانِ آں بیاباں بر سرِ وقتش گذر کرد۔ مظلوم گستاخانہ ودلیرانہ
ایک مدت کے بعد وہاں کے بادشاہ کا اس جنگل میں ایک وقت گذر ہوا۔ مظلوم نے بے باکی ودلیری سے
عنانِ اسپش بگرفت وفریاد بر آورد کہ داد ایں نامرادبدہ عمریست کہ در انتظارِ قدومت
اسکے گھوڑے کی باگ پکڑی اور فریاد کی کہ اس نامراد کیساتھ انصاف کیجئے۔ ایک عمر آپکی تشریف آوری کے انتظار
بسر می برم وخبرت می جویم، شاہ بر دلیریٔ آں حالِ تباہ متغیر گردید وپرسید کہ
میں گذاردی اور آپکے آنیکی اطلاع کی تلاش میں رہا۔ بادشاہ نے اس تباہ حال کی دلیری پر (ذرا) متغیر ہوکر پوچھا کہ

مرا چگونہ شناختی و قرعہ بنامِ من چہ ساں انداختی کہ والی سلکم و سلطانِ اقلیم؟ داد
مجھے کیسے پہچان لیا اور قرعہ میرے نام پر کیسے ڈالا کہ میں (ہی) ملک کا حاکم اور سلطنت کا بادشاہ ہوں انصاف
خواہ گفت، شمع لگنِ انجمن را کثرتِ ہجوم پروانہ تیرہ نمی گرداند و چہرۂ درخشانِ ماہِ
چاہنے والے نے کہا کہ محفل کا شمعدان پروانوں کی بہت بھیڑ سے کالا نہیں ہوتا اور چاندنی رات کا چمکدار چہرہ
شب افروز از ازدحامِ نجوم و سیارہ خیرہ نمی ماندہ۔
ستاروں اور سیاروں کی بھیڑ سے تاریک و غیر روشن نہیں ہوتا

حکایتِ شصت و دوم

مردے را تمنائے سر وردر سَر افتاد، بد کانِ مَیفروش رفت و قدحے بادہ خواست
کسی شخص کے سر میں مستی کی سماگئی۔ شراب بیچنے والے کی دکان پر پہونچکر شراب کا پیالہ مانگا۔
میفروش مُر شروئے و تند خوئے بود، ساغر پُر از بادہ نمود نصفے بر خاک ریخت
شراب فروخت کرنیوالا ترش رو اور سخت مزاج تھا۔ ساغر (پیالہ) شراب سے بھرتے ہوئے آدھا زمین پر گرادیا
وماقبی باآں مَرد دادہ سخنے دُرشت گفت، آں مرد نیک نہادی وبُرد باری را
اور اس شخص کو دیتے ہوئے سخت بات کہی۔ اس شخص نے نیک بختی اور بردباری سے
پیش بُرد و گستاخی اُورا تحمّل کرد و خشم فرو خوردہ مشفقانہ پُرسید اے عزیز! چرا چنیں
کام لیتے ہوئے اسکی بات برداشت کی اور غصہ کو پیتے ہوئے مشفقانہ طور سے پوچھا۔ اے پیارے ایسا کیوں
کردی و بادہ فرو ریختی؟ گفت، ناداں نمیدانی کہ ایں فالِ نیک اختری ست و
کیا اور شراب زمین پر گرائی؟ وہ بولا۔ بیوقوف تو نہیں جانتا کہ یہ اچھا ستارہ ہونے کی علامت ہے اور
مایۂ بختوری؟ حالا از جائے منفعِ خواہی شد و پیرایۂ مکنت خواہی یافت مردِ نجیب
خوش نصیبی کی فال ہے؟ اب اس جگہ سے تجھے نفع ہوگا اور قدرتِ زینت و سجاوٹ حاصل ہوگی شریف شخص
ازیں وارداتِ عجیب، خیلے متعجب گردید، باز ہم حِلم ورزید و رنجہ اش نرسانید و
ان عجیب واقعات سے بہت حیران ہو۔ پھر بھی بردباری سے کام لیتے ہوئے اسے کوئی تکلیف نہیں پہونچائی اور

دِرَمے بدستِ او داد کہ اند کے پنیر بیار، بادہ فروش اندرنِ حجرہ رفت جوانِ حلیم

اسکو تھوڑا سا پنیر لانے کیلئے ایک درہم دیا۔ شراب فروخت کرنیوالا حجرہ کے اندر گیا۔ بردبار جوان

خُمِ بادہ اش سرنگوں ساخت و بادہ را برزمیں انداخت مَیفروش چوں باز گردید

نے اسکی شراب کا مٹکا الٹ کر شراب زمین پر بہادی۔ شراب بیچنے والے نے لوٹ کر یہ

حال بریں منوال دید سخت برہم شد و دست گریبانش کرد، و تاوانِ نقصان خواست

حال دیکھا تو بہت ناراض ہوا اور اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور نقصان کا بدلہ طلب کیا

آں مرد گفت تو گفتہ بودی کہ ریختنِ مے فالِ نیک ست حالا چرا برہم شدی؟

وہ شخص بولا تو کہتا تھا کہ شراب کا بہانا نیک فال ہے اب تو کیوں ناراض ہوتا ہے؟

نَصائِح

نصیحتِ اوّل

علم از ہمہ دولت افضل ست۔ علم مُوجبِ عزّت و دولت ست علم شیَ

علم ہر دولت سے افضل و بہتر ہے۔ علم عزت و دولت کا سبب ہے کسی چیز سے واقف ہونا

بہ از جہل شی۔ حسب و نسب، بے علم ناقص ست۔ عالِم ہر جا کہ رود عزّت و

ناواقف ہونے سے بہتر ہے۔ علم کے بغیر حسب و نسب ناقص ہے۔ عالم جس جگہ جاتا ہے لوگ اسکی عزت و

محترمش کنند۔ سرمایۂ بزرگی عقل و ادب ست نہ اصل و نسب۔ آدمی را نسب

احترام کرتے ہیں۔ بزرگی و بڑائی کا سرمایہ عقل و ادب ہیں اصل و نسب نہیں۔ آدمی کو نسب

بہ َہنر دُرست باید کرد، نہ بہ پدر۔ علمِ بے عمل چوں مومِ بے عَسَل، ہیچ لذّتے

باپ کے ذریعہ نہیں ہنر کے ذریعہ درست (و بلند) کرنا چاہئے۔ عمل کے بغیر علم بے شہد موم کی طرح ہے کہ اس میں لذت

ندارد۔ ہرچہ ندانی از پرسیدنش ننگ مدار۔
نہیں ہوتی۔ جسکا تجھے علم نہیں اسکے پوچھنے میں شرم نہ کر۔

نصیحتِ دوم

بہتریں سرمایۂ اولادِ آدم، ادب ست۔ بہتریں عطایا نصیحت ست بہ نمائشِ عیب
انسان کا بہترین سرمایہ ادب ہے۔ بہترین عطیہ نصیحت ہے عیب دیکھنے کے بجائے
پند نمودن از آثارِ محبت ست۔ بر دوستاں نصیحت فرمودن باشد و بر نیک بختاں
نصیحت کرنا محبت کی نشانیوں میں سے ہے۔ دوستوں پر نصیحت کرنا اور نیک بختوں پر
پند شنودن۔ ہر کہ پندِ بزرگاں نمی شنود، در ہلاکت خود سعی می نماید
نصیحت سننا لازم ہے۔ جو بزرگوں کی نصیحت نہیں سنتا اپنی ہلاکت میں کوشش کرتا ہے

نصیحتِ سوم

نرمی و ملائمت موجبِ اتحاد و مودّت ست۔ تواضع از ہمہ کس زیبا می نماید،
نرمی دوستی و اتحاد کا سبب ہے۔ تواضع ہر شخص کے لئے زیبا ہے
واز اہل دولت زیباتر۔ شکر گذاری سببِ زیادتی نعمت ست۔ ہر کہ صبر اختیار کرد
اور دولت مندوں کیلئے زیادہ زیبا۔ شکر ادا کرنے سے نعمت (وانعام) میں اضافہ ہوتا ہے جس شخص نے صبر کیا
زود بمقصد رسید۔ ہر کہ کارِ خود بخدا سپارد حسبِ دلخواہ ساختہ گردد۔ مدارا با دشمن
جلد مراد کو پہونچا۔ جو شخص اپنا کام اللہ کے حوالہ کردے وہ طبیعت کے موافق ہو جائے گا۔ دشمن کیساتھ نرمی
خوش ست صاحبِ درد بہ مداوا می رسد
اچھی ہے۔ دردمند کا علاج نرمی ہے

نصیحتِ چہارم

تاثیر صحبت لازم ست۔ مُصاحبتِ کتاب از ہمہ بہتر ست۔ از صحبتِ ناداں
صحبت کا اثر لازمی ہے۔ کتاب کی ہمنشینی سب سے بہتر ہے۔ بے وقوف کی ہمنشینی سے

بادیہ خوشتر۔ در صحبت نیکاں بنشیں از صُحبت بداں پرہیز نما، از صحبت جاہلاں
جنگل زیادہ بہتر ہے۔ اچھے لوگوں کی ہمنشینی اختیار کر، برے لوگوں کی ہمنشینی سے بچ جاہلوں کی صحبت سے
پرہیز، کہ صحبت جاہلاں وَبالِ جان ست۔ صحبتِ نیکاں رامنفعتِ بے غایت ست
بچ کہ جاہلوں کی صحبت مصیبت ہے۔ اچھے لوگوں کی ہمنشینی میں بے انتہا نفع ہے۔
صحبتِ بداں مضرّتِ بے نہایت۔ صحبتِ بداں زود اثر کند و ضررِ آں در اندک
بروں کی صحبت میں بے انتہا نقصان ہے۔ بروں کی صحبت جلد اثر کرتی ہے اور اسکا نقصان تھوڑے ہی
زماں بظہور رسد۔ ہر کہ با بداں نشیند نیکی نہ بیند
عرصہ میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ بروں کی صحبت میں بیٹھنے والے کو نیکی نظر نہیں آتی

نصیحتِ پنجم

راست بازی شِعار کن۔ راست باز را دوست بسیار ست ع: راستی مُوجب
سچ بولنا عادت بنا۔ سچے کے دوست بہت ہوتے ہیں۔ مصرع: سچ بولنا
رضائے خدا است۔ راستباز را گاہے ضرر نمی رسد۔ ہر قصورے کہ کنی قبول نما
اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے۔ سچے کو کبھی نقصان نہیں پہونچتا۔ جو غلطی کرے اس کا اعتراف کر
و منکر مشو۔ مردمِ دیانتدار، نزدِ ہمہ کس عزیز اند خائن بہمہ حال مردود ست،
اور انکار مت کر۔ دیانتدار لوگ سب کو عزیز ہوتے ہیں۔ خیانت کرنیوالا ہر حال میں مردود ہوتا ہے
و خلقِ خدا از و ناخوشنود۔
اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے ناراض ہوتی ہے۔

نصیحتِ ششم

دروغ گو ہمیشہ ذلیل و خوار ست۔ ہر کہ بدروغگوئی مشہور شود، اگر راست ہم
جھوٹ بولنے والا ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ جو شخص جھوٹ بولنے میں مشہور ہو جاتا ہے اگر سچ بھی
گوید اعتبار نکنند۔ در خوشحالی ہر کس دوست میشود، و در افلاس امتحانِ دوستی ست۔
کہتا ہے لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ خوش حالی میں ہر شخص دوست ہو جاتا ہے۔ افلاس و غربت میں دوستی کا امتحان ہے

وقت چیز یست بس عزیز الوجود، چوں میرود باز نمی آید۔ در کارہا تعجیل وشتاب
وقت کمیاب چیز ہے جب گذر جاتا ہے لوٹ کر نہیں آتا۔ کاموں میں جلدی
نباید کرد۔ ہر کاریکہ کنی بمشورۂ عاقلاں کن اگر بے تحقیقِ عیب، کسے را اعتبار کنی
نہ کرنی چاہئے جو کام کر عقلمندوں کے مشورہ سے کر۔ اگر عیب کی تحقیق کے بغیر کسی شخص کا اعتبار کریگا
حق پوشیدہ ماند، بے تامل کار نباید کرد برائے خورد ونوش تعینِ وقت ضرورست
حق پوشیدہ رہے گا۔ بلا غور وفکر کام نہ کرنا چاہئے۔ اور اپنے کھانے پینے کیواسطے وقت مقرر کرنا ضروری ہے

نصیحتِ ہفتم

دراحیانِ کلام سخن کردن عیب ست، ہر کاریکہ کنی بحضور دل باید کرد سخنِ بیفائدہ
دوران گفتگو (کوئی اور) بات کرنا عیب ہے۔ ہر کام دلجمعی سے کرنا چاہئے۔ بے فائدہ گفتگو
نمودن عیب ست۔ از سخنِ بیہودہ خاموشی خوشتر۔ فکر بد عقل را تباہ میسازد،
کرنا عیب ہے۔ بیہودہ وبے کار بات سے چپ رہنا زیادہ اچھا ہے۔ برا خیال عقل کو برباد کر دیتا ہے۔
وسخنِ بد زباں را خراب مینماید، سوگند خوردن معیوب ست۔ اطاعت مادر وپدر
اور بری بات زبان کو خراب کرتی ہے۔ قسم کھانا خود عیب ہے۔ ماں باپ کی فرمانبرداری
واجب، بر قولِ بزرگاں عمل ضرورست، عیب جوئی ہم عیب ست منفعتِ خویش
واجب ہے۔ بزرگوں کی بات پر عمل ضروری ہے۔ عیب تلاش کرنا بھی عیب ہے اپنا نفع
ومضرّتِ دیگراں خواستن حماقت ست۔ درپئے ایذا وتکلیف کسے نباید شد
اور دوسروں کا نقصان چاہنا بے وقوفی ہے۔ کسی کو تکلیف پہونچانے کے درپے نہ ہونا چاہئے۔

آزار رسانیدن نتیجۂ نکو نہ دارد۔
تکلیف پہونچانے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا

نصیحتِ ہشتم

دلِ کسے را رنجہ مساز۔ گناہِ خود را از مردم میتواں پوشید، لیکن از خدا پنہاں
کسی کے دل کو تکلیف مت پہونچا اپنے گناہ لوگوں سے پوشیدہ رکھ سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے

کردن نمی توانی۔ آدمی گناہِ خود را یاد نمی دارد و لیکن پیش خدا ہمہ موجود ست۔
نہیں چھپا سکتا۔ انسان اپنے گناہ کو یاد نہیں رکھتا لیکن اللہ کے سامنے سب موجود ہے۔
کارِ امروز را بر فردا نباید گذاشت مرگ را ہر دم حاضر داں۔ مرگ با نیکنامی بہتر ست
کا کام کل پر نہ چھوڑ نا چاہئے۔ موت کو ہر وقت موجود سمجھ۔ نیکنامی کے ساتھ مرنا
از حیاتِ بدنامی۔ کرم بہر حال پسندیدہ است عدل باعثِ ترقی دولت ست۔ ظلم
بدنامی کی زندگی سے بہتر ہے۔ کرم و بخشش بہر حال پسندیدہ ہے انصاف دولت کی ترقی کا سبب ہے ظلم
بنیادِ سلطنت را میکند۔ محافظتِ جاں از ہمہ مُقدم
سلطنت کی بنیاد اکھاڑ دیتا ہے۔ جان کی حفاظت سے مقدم ہے

نصیحتِ نہم

ہر سرّے کہ داری مخفی بہتر ست، زیرا کہ محرم اسرار در عالم کمتر۔ افشائے سرِ خود
ہر راز کا پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔ کیونکہ حقیقی راز دار دنیا میں بہت کم ہیں۔ اپنا راز
بازناں نادانی ست۔ ثمرۂ نیکی نیکی ست، و ثمرۂ بدی بدی۔ ہر کہ بد کند
عورتوں سے بیان کرنا بیوقوفی ہے۔ نیکی کا پھل نیکی ہے۔ اور برائی کا پھل برائی۔ جو شخص برائی کرے
طمعِ نیکی نباید داشت۔ دشمنِ دانا از دوستِ ناداں بہتر ست۔ از دشمن حذر
اسے نیکی و بھلائی کی توقع نہ رکھنی چاہئے۔ عقلمند دشمن بیوقوف دوست سے بہتر ہے۔ دشمن سے پرہیز کرنا
باید نمود و دشمن را حقیر نہ باید شمرد۔
چاہئے اور دشمن کو ذلیل نہ سمجھنا چاہئے

نصیحتِ دہم

آدمی را باید کہ ہمتِ بلند دارد و عزمِ دُرست۔ علامتِ غلبہ و نصرت ہمتِ بلند
انسان کو بلند ہمت اور پختہ ارادہ رکھنا چاہئے۔ غالب آنے اور کامیابی کی علامت بلند ہمتی
ست از تحمّلِ مشقّت مترس۔ سخاوت بہ از عبادت۔ بخشیدنِ گناہ بہترین خصلتہا
ہے۔ تکلیف برداشت کرنے سے مت ڈر۔ سخاوت عبادت سے بہتر ہے۔ گناہ بخش دینا بہترین خصلت

ست۔ چوں عہد کُنی در وفائے آں جہد نما، تا دوست و دشمن را بر تو اعتماد باشد
ہے۔ جب عہد کرے اسے پورا کرنیکی کوشش کرتا کہ دوست اور دشمن تجھ پر بھروسہ کرے۔
عفو علامتِ علوِ ہمّتی، و ہمہ را برابر دانستن نشانِ ریاست ست، و زشتی و ترشروئی
معاف کرنا بلند ارادہ کی نشانی ہے۔ اور سبکو برابر سمجھنا سرداری کی علامت ہے۔ اور برائی و بھونڈا پن و ترش روئی
سببِ مخالفت ست۔ خودستائی نمودن برائے افزونی عزّتِ خود، موجبِ ذلّت می گردد
مخالفت کا سبب ہے۔ اپنی عزت میں اضافہ کی خاطر اپنی تعریف آپ کرنا ذلت کا سبب ہے

نصیحتِ یازدہم

تکبّر آدمی را خوار و بیمقدار می سازد۔ ہر چہ بر خود پسندی بر دیگرے مپسند۔
تکبّر آدمی کو ذلیل و بے قدر کر دیتا ہے جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرے دوسرے کے واسطے پسند مت کر
ہر کہ در اصل بدست، اُمیدِ نیکی ازو مدار۔ احمق را ستائیش خوش آید
جو شخص اصل کے اعتبار سے برا ہو اس سے نیکی کی امید مت رکھ۔ بیوقوف کو اپنی تعریف بھلی معلوم ہوتی ہے
طفلاں را ستائشِ بیجا نمودن بد راہ کردن ست، نہ ہر کہ بصورت نیکوست
بچوں کی بے جا تعریف کرنا انہیں برا بنانا ہے۔ ایسے نہیں کہ ہر وہ شخص جسکی صورت بھلی ہو
سیرتِ زیبا در اُوست۔ ہر کرا خوشامد خوش آمد خود را فراموش کرد۔ طمع بدست،
باعتبار سیرت عمدہ ہے۔ جسے خوشامد بھلی معلوم ہوئی اس نے خود کو بھلا دیا۔ لالچ کرنا برا ہے

واز زیادہ طلبی اصل سرمایہ ہم از دست میرود
اور زیادہ طلب (لالچ) سے اصل سرمایہ بھی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے

نصیحتِ دوازدہم

ذوالنون مصریؒ را پرسیدند کہ عبادت چیست؟ گفت، در ہمہ حال بندۂ اُو باشی
ذوالنون مصریؒ سے پوچھا کہ عبادت کیا ہے؟ فرمایا۔ ہر حال میں اسکا (اللہ تعالیٰ کا) بندہ بن
چنانکہ اُو در ہمہ حال مولائے تُست، الحق نوعے کہ در خواجگیٔ اُو تقصیرے نیست،
کیونکہ بہر حال وہ تیرا آقا ہے، حق یہ ہے کہ اس کی آقائی میں کوئی کمی نہیں،

باید کہ در بندگی واطاعتِ وے اَز مامر دم نیز قصورے نباشد
تو چاہئے کہ ہم لوگوں کی اطاعت وبندگی میں کوئی کمی نہ ہو۔

نصیحتِ سیزدہم

ہر گاہ دو کار کہ نقیضِ یکدیگر اند، بناگاہ ترا رُو، دہند و نمی دانی کہ کدام یک ازیں دو بکنی کہ حق وصواب ست، وکدام را ترک نمائی کہ غلط وباطل ست پس نظر کن کہ دریں کدام یک ازیں دو کار بخواہش وہوائے تو نزدیک تر ست آنرا مخالفت بکن وبفعل میار، زیرا کہ حق وصواب در خلافِ ہوا وہوِس آدمی ست

جب دو کام ایک دوسرے کی ضد اچانک تجھے پیش آئیں اور تجھے یہ معلوم نہ ہو کہ ان دو میں سے کس کا کرنا حق اور صحیح ہے۔ اور تو ان میں سے کونسا چھوڑے جو غلط وباطل ہے تو یہ دیکھ کہ ان دو کاموں میں سے تجھے کس کی خواہش وآرزو زیادہ ہے تو اسی کی مخالفت کر اور اسکے اوپر عمل نہ کر کیونکہ حق اور درست وہی ہے جو انسان کی خواہش وہوس کے خلاف ہو

نصیحتِ چہاردہم

ہر کہ تلخ گوئی وترش رُوئی وزشت خوئی بود، ہمہ کس اُورا دشمن گیرند وہر کہ دروغ نگوید، ووعدہ خلاف نکند، ومردم رانیازارد ہمہ کس اُورا دوست دارند

جو شخص کڑوی بات کہنے والا، ترش رو اور بد مزاج ہو۔ سب اس کے دشمن بنجاتے ہیں اور جو شخص جھوٹ نہ بولے اور وعدہ خلافی نہ کرے اور لوگوں کو نہ ستائے سب لوگ اسے دوست رکھتے ہیں

نصیحتِ پانزدہم

چہار چیز دلیل بزرگی ست۔ (۱) علم را عزیز داشتن، (۲) وبد را بہ نکوئی دفع کردن (۳) وخشم را فرو خوردن، (۴) وجواب باصواب دادن

چار چیزیں بزرگی کی علامت ہیں۔ (۱) علم کو محبوب رکھنا (۲) اور برائی کا بھلائی سے دفع کرنا (۳) اور غصہ کو پی جانا (۴) اور صحیح جواب دینا

نصیحتِ شانزدہم

از داناتریں مردم کسے ست کہ از ناموافقتِ روزگار دلِ تنگ نباشد و بلند ہمّت
لوگوں میں سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے کہ زمانہ کی ناسازگاری سے تنگ دل نہ ہو، اور بلند ہمّت
کسے کہ نعمتِ آخرت را بر نعمتِ دنیا اختیار کند، و بیخرد کسے کہ تواضع کند آں کس را
وہ شخص ہیکہ آخرت کی نعمت کو دنیا کی نعمت پر ترجیح دے۔ اور بے عقل وہ شخص ہے جو ایسے شخص کے سامنے تواضع کرے
کہ تواضع اُورا مکروہ دارد، و بکسے نزدیکی مجو کہ از تو بیزار باشد
جو تواضع کو پسند نہ کرے۔ اور اس شخص کا تقرب نہ تلاش کر جو تجھ سے بیزار ہو

نصیحتِ ہفتدہم

یکے از بزرگاں می فرمایند کہ عالم آں کس را تواں گفت کہ علم اُورا از
بزرگوں میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عالم اس شخص کو کہا جاسکتا ہے کہ اس کا علم نہ کرنے کے
ناکردنیہا باز دارد
قابل کاموں سے باز رکھے

نصیحتِ ہیجدہم

سقراط گوید بدنے کہ از اخلاطِ فاسد پاک نیست ہرچہ اُورا غذا می دہی
سقراط کہتا ہے جسم کہ فاسد خلطوں سے پاک نہیں ہے۔ جو کچھ اسے غذا دے گا
موجبِ تزلیدِ مادۂ مرض گردد، و ایں رمزیست ازاں کہ اگر نفسِ ناطقہ، از اخلاقِ ذمیمہ
مرض کے مادہ میں اضافہ کا سبب ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر نفسِ ناطقہ برے اخلاق
پاک نباشد تعلیم علوم اُورا موجبِ ازدیاد فساد می شود
سے پاک نہ ہوگا تو علوم کی تعلیم اسکے فساد میں اضافہ کا سبب ہوگی

باید کہ در بندگی واطاعتِ وے اَز مامر دم نیز قصورے نباشد
تو چاہئے کہ ہم لوگوں کی اطاعت وبندگی میں کوئی کمی نہ ہو۔

نصیحتِ سیزدہم

ہر گاہ دو کار کہ نقیضِ یکدیگراند، بناگاہ ترا رُو، دہند و نمی دانی کہ کدام یک ازیں دو بکنی کہ حق وصواب ست، و کدام را ترک نمائی کہ غلط وباطل ست پس نظر کن
جب دو کام ایک دوسرے کی ضد اچانک تجھے پیش آئیں اور تجھے یہ معلوم نہ ہو کہ ان دو میں سے کس کا کرنا حق اور صحیح ہے۔ اور توان میں سے کونسا چھوڑے جو غلط وباطل ہے تو یہ دیکھ
کہ دریں کدام یک ازیں دو کار بخواہش وہوائے تو نزدیک ترست آنرا مخالفت بکن وبفعل میار، زیرا کہ حق وصواب در خلافِ ہوا وہوسِ آدمی ست
کہ ان دو کاموں میں سے تجھے کس کی خواہش وآرزو زیادہ ہے تو اسی کی مخالفت کر اور اسکے اوپر عمل نہ کر کیونکہ حق اور درست وہی ہے جو انسان کی خواہش وہوس کے خلاف ہو

نصیحتِ چہاردہم

ہر کہ تلخ گوئی وترش رُوئی وزشت خوئی بود، ہمہ کس اُو را دشمن گیرند وہر کہ دروغ نگوید، و وعدہ خلاف نکند، و مردم را نیازارد ہمہ کس اُو را دوست دارند
جو شخص کڑوی بات کہنے والا، ترش رو اور بدمزاج ہو۔ سب اس کے دشمن بنجاتے ہیں اور جو شخص جھوٹ نہ بولے اور وعدہ خلافی نہ کرے اور لوگوں کو نہ ستائے سب لوگ اسے دوست رکھتے ہیں

نصیحتِ پانزدہم

چہار چیز دلیل بزرگی ست۔ (۱) علم را عزیز داشتن، (۲) وبدرا بہ نکوئی دفع کردن (۳) و خشم را فرو خوردن، (۴) وجواب باصواب دادن
چار چیزیں بزرگی کی علامت ہیں۔ (۱) علم کو محبوب رکھنا (۲) اور برائی کا بھلائی سے دفع کرنا (۳) اور غصہ کو پی جانا (۴) اور صحیح جواب دینا

نصیحتِ شانزدہم

از داناترین مردم کسے ست کہ از ناموافقتِ روزگار دلِ تنگ نباشد و بلند ہمّت
لوگوں میں سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے کہ زمانہ کی ناسازگاری سے تنگ دل نہ ہو، اور بلند ہمّت
کسے کہ نعمتِ آخرت را بر نعمتِ دنیا اختیار کند، و بیخرد کسے کہ تواضع کند آں کس را
وہ شخص ہیکہ آخرت کی نعمت کو دنیا کی نعمت پر ترجیح دے۔ اور بے عقل وہ شخص ہے جو ایسے شخص کے سامنے تواضع کرے
کہ تواضع اُورا مکروہ دارد، و بکسے نزدیکی مجو کہ از تو بیزار باشد
جو تواضع کو پسند نہ کرے۔ اور اس شخص کا تقرب نہ تلاش کر جو تجھ سے بیزار ہو

نصیحتِ ہفتدہم

یکے از بزرگاں می فرمایند کہ عالم آں کس را تواں گفت کہ علم اُورا از
بزرگوں میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عالم اس شخص کو کہا جاسکتا ہے کہ اس کا علم نہ کرنے کے
ناکردنیہا باز دارد
قابل کاموں سے باز رکھے

نصیحتِ ہیجدہم

سقراط گوید بدنے کہ از اخلاطِ فاسد پاک نیست ہر چہ اُورا غذا می دہی
سقراط کہتا ہے جسم کہ فاسد خلطوں سے پاک نہیں ہے۔ جو کچھ اسے غذا دے گا
موجبِ تزایدِ مادۂ مرض گردد، و ایں رمزیست ازاں کہ اگر نفسِ ناطقہ، از اخلاقِ ذمیمہ
مرض کے مادہ میں اضافہ کا سبب ہو گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر نفسِ ناطقہ برے اخلاق
پاک نباشد تعلیمِ علوم اُورا موجبِ ازدیادِ فساد می شود
سے پاک نہ ہو گا تو علوم کی تعلیم اسکے فساد میں اضافہ کا سبب ہو گی

نصیحتِ نوزدہم

حکمائے ہند گفتہ اند کہ دوستی چہار درجہ دارد

ہندوستان کے حکماء (عقلمند) کہتے ہیں کہ دوستی کے چار درجے ہیں

درجۂ اول:۔ آنکہ بخانۂ دوستِ برود و دوست را بخانۂ خود بیارد، ہرگاہ آں مرتبہ دست دہد چہارم دوستی حاصل شود۔

وہ شخص کہ دوست کے گھر جائے اور دوست کو اپنے گھر بلائے۔ جب کہ دوست صاحب مرتبہ نہ رہے۔ چوتھائی دوستی حاصل ہوگی۔

درجۂ دوم:۔ آنست کہ بخانۂ دوست چیزے بخورد و دوست را بخانۂ خود چیزے بخوراند چوں بدیں حد برسد نیم دوستی حاصل شدہ باشد۔

وہ ہے کہ دوست کے گھر کوئی چیز کھائے اور دوست کو اپنے گھر کھلائے۔ جب دوستی اس حد تک پہونچے تو آدھی دوستی حاصل ہوئی۔

درجۂ سوم:۔ آنست کہ دوست را چیزے بدہد و اگر دوست چیزے بدہد بگیرد چوں بدیں پایہ برسد سہ رُبع دوستی بحصول انجامد۔

وہ ہے کہ دوست کو کوئی چیز دے اور اگر دوست کوئی چیز دے لیلے جب دوستی اس مقام پر پہونچے تو تین چوتھائی دوستی حاصل ہوجائیگی۔

درجۂ چہارم:۔ آنست کہ از رازِ دلِ خود دوست را آگاہ نماید و دوست را نیز باید کہ بر اَسرارِ دلی اُورا مطلع گرداند وچوں بایں مرتبہ برسد تمام دوستی حاصل شدہ باشد۔ و مرتبۂ دوستی ازاں بالاتر نیست۔

وہ ہے کہ اپنے دل کے راز سے دوست کو واقف کرے اور دوست کو بھی چاہئے کہ دل کے رازوں سے اسے مطلع کرے۔ دوستی اس مرتبہ پر پہونچ جائے تو مکمل دوستی حاصل ہوگئی۔ اور دوستی کا مرتبہ اس سے بلند (کوئی) نہیں ہے۔

جواب:۔ در مجلسِ علماء و حکماء نشستن واز صحبتِ ایشاں متمتع شدن

علماء اور عقلمندوں کی مجلس میں بیٹھنا اور ان کی ہمنشینی سے فائدہ اٹھانا۔

سوال:۔ مرد را از جان چہ عزیز ست؟

آدمی کو جان سے زیادہ کیا عزیز ہے؟

جواب:۔ دیندار را دیں و بیدیں را درم۔

دیندار کو دین اور بے دین کو درہم (مال)

سوال:۔ یار چگونہ شناختہ شود؟

دوست کس طرح پہچانا جاتا ہے؟

جواب:۔ در وقتِ حاجتمندی یار و اَغیار را معلوم تواں کرد۔

ضرورت کے وقت دوست اور اجنبی کی پہچان ہوتی ہے۔

سوال:۔ آں کدام کس ست کہ اگر صد عیب داشتہ باشد بَرد عیب نگیرند؟

وہ کونسا شخص ہے کہ اگر اس میں سیکڑوں عیب ہوں تو وہ عیب دار نہ سمجھا جائے؟

جواب:۔ مرد سخی۔

سخی آدمی۔

سوال:۔ آں چہ چیزہاست کہ بہتر از زندگانی و بدتر از مرگ باشد؟

وہ کیا چیز ہے کہ زندگی سے بہتر اور موت سے زیادہ بری ہے؟

جواب:۔ بہتر از زندگانی، نیکنامی ست و بدتر از مرگ بدنامی۔

زندگی سے بہتر نیکنامی ہے اور موت سے زیادہ بری بدنامی ہے۔

سوال:۔ صحتِ جسم در چہ چیز ست؟

جسم کی تندرستی کس چیز میں ہے؟

جواب:۔ با شتہائے صادق طعام خوردن و ہنوز اندکے اِشتہا باقیست کہ دست از طعام باز کشیدن۔

کھانا کھانے کی صحیح خواہش اور ابھی تھوڑی سی خواہش باقی ہے کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا جائے

سوال و جواب

سوال:۔ از خداوند تعالیٰ چہ باید خواست؟

اللہ تعالیٰ سے کیا مانگنا چاہئے؟

جواب:۔ خیریت و عافیت دارین۔

دین و دنیا کی خیر و عافیت۔

سوال:۔ زندگانی چگونہ بسر باید کرد؟

زندگی کسطرح گذارنی چاہئے؟

جواب:۔ بخوشنودی و کم آزاری۔

اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور لوگوں کو نہ ستاکر۔

سوال:۔ عمر بکدام شغل صرف باید کرد؟ جواب:۔ در تحصیل علم۔

عمر کس کام میں صرف کرنی چاہئے؟ علم حاصل کرنے میں۔

سوال:۔ علم چہ نتیجہ دہد؟

علم کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

جواب:۔ خوانندۂ علم اگر کہ باشد، مہ گردد و اگر فقیر باشد، توانگر گردد۔

علم حاصل کرنیوالا اگر چھوٹا ہو تو بڑا ہو جاتا ہے اور اگر مفلس ہو تو مالدار ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ عزتِ بچہ افزوں شود؟ جواب:۔ بکم گفتن۔

عزت کس سے بڑھتی ہے؟ کم بولنے سے۔

سوال:۔ نیک بخت بچہ دلیل شناختہ شود؟

نیک بختی کس علامت سے پہچانی جاتی ہے؟

جواب:۔ بسہ دلیل، یکے طلبِ علم، دوم سخاوت، سوم شگفتہ روئی۔

تین علامتوں سے، ایک علم کی طلب، دوسرے سخاوت، تیسرے ہنس مکھ رہنا۔

سوال:۔ نیک تریں کارہا چیست؟

کاموں میں سب سے بہتر کیا ہے؟

سوال:۔ انساں از کدام عمل محبوب دلہا شود؟

انسان کس عمل سے ہر دلعزیز ہوتا ہے؟

جواب:۔ از راست معاملگی و شگفتہ روئی۔

معاملہ کی درستگی اور ہنس مکھ ہونے سے۔

سوال:۔ کم آزاری چگونہ حاصل شود؟

نہ ستانا کیسے حاصل ہوتا ہے؟

جواب:۔ خود را از جمیع ذی حیات کمتر و بدتر داند۔

خود کو سارے ذی روحوں و جانداروں سے کمتر اور بدتر سمجھنا۔

سوال:۔ ایں صفت چگونہ حاصل آید؟

یہ صفت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جواب:۔ از برکتِ صحبتِ علماء و حکماء،

علماء اور حکماء (عقلمندوں) کی ہمنشینی سے۔

سوال:۔ فرزندِ ناخلف، چگونہ باشد؟

نالائق لڑکا کیسا ہوتا ہے؟

جواب:۔ چنانکہ انگشت ششم، اگر ببر ند درد کند و اگر بگذار ند عیب بود۔

جیسا کہ چھٹی انگلی۔ اگر کاٹ دیں تو تکلیف ہو اور چھوڑ دیں تو عیب (شمار) ہو۔

سوال:۔ صاحب دولت را کدام عمل بہتر ست؟

مالدار کا کون سا عمل بہتر ہے؟

جواب:۔ بمحتاجاں نان دادن و بتواضع مہماناں پر داختن۔

ضرورت مندوں کو روٹی دینا اور مہمانوں کیساتھ تواضع سے پیش آنا۔

سوال:۔ نشانِ دوستِ صادق چیست؟

سچے دوست کی کیا علامت ہے؟

جواب:۔ آنکہ در نیکی یاری تو کند و از بدی ترا مانع آید۔

جو نیکی (بھلائی) میں تیرا مددگار اور برائی سے تجھے روکنے والا ہو۔